ماہنامہ خواتین

ماہنامہ

خواتین

رمضان المبارک 1446ھ مارچ 2025ء

جلد:04

شمارہ:03

ویب ایڈیشن

پوراسال رزق میں برکت

ماہِ رمضان کا جب چاند نظر آجائے اس رات مغرب کی نماز کے بعد جو 21 بار سورۂ قدر (اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ) پڑھ لے تو اس کی روزی میں ایسی برکت ہو گی جیسے پانی اونچائی سے بہتا ہوا نیچے کی طرف سے تیزی سے آتا ہے، اتنی تیزی سے روزگار، مال و دولت اس کی طرف بڑھے گا۔

(اسلامی مہینوں کے فضائل، ص155)

اگر پیٹ میں بچہ ٹیڑھا ہو گیا تو!!!

سورۂ انشقاق کی ابتدائی پانچ آیات تین بار پڑھے۔ (اول و آخر تین مرتبہ درود شریف پڑھے) آیتوں کے شروع میں ہر بار بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لے۔ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لے۔ روزانہ یہ عمل کرتی رہے۔ وقتاً فوقتاً ان آیات کا ورد کرتی رہے۔ دوسرا کوئی بھی دم کر کے دے سکتا ہے۔ ان شاء اللہ بچہ سیدھا ہو جائے گا۔ دردِ زہ کے لئے بھی یہ عمل مفید ہے۔ (گھریلو علاج، ص105)

منہ کی بدبو دور کرنے کا وظیفہ

یہ درودِ پاک "اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ الطَّاھِرِ" موقع بہ موقع ایک ہی سانس میں 11 مرتبہ پڑھ لیجئے، ان شاء اللہ منہ کی بدبو دور ہو جائے گی۔ (فیضانِ سنت، ص297)

شادی کی رکاوٹ دور کرنے والا وظیفہ

لڑکی یا لڑکے کے رشتے میں رکاوٹ ہو یا اس میں بندش کا شبہ ہو تو روزانہ بعد نمازِ فجر باوضو ہر بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ سورۃُ التّین 60 مرتبہ پڑھئے۔ ان شاء اللہ چالیس دن کے اندر اندر کام ہو جائے گا۔

(مینڈک سوار بچھو، ص24)

فہرست

حمد ونعت	مناجات واستغاثہ		2
قرآن وحدیث			
تفسیر قرآنِ کریم	یاجوج ماجوج	عالمہ اُمِّ حبیبہ عطاریہ مدنیہ	3
شرحِ حدیث	دم، تعویذ اور جھاڑ پھونک	عالمہ بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ	6
ایمانیات وعبادات			
عبادات	رمضان المبارک کی عبادات	عالمہ اُمِّ غزالی عطاریہ مدنیہ	11
فیضانِ سیرت			
اخلاقِ نبوی	حضور کی اپنی شہزادیوں سے محبت	بنتِ محمد اکرم عطاریہ	13
معجزات انبیا	حضور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات و عجائبات (قسط3)	شعبہ ماہنامہ خواتین	15
بزرگ خواتین کے سبق آموز واقعات	اعتکاف	عالمہ اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ	18
فیضان بزرگانِ دین			
فیضانِ اعلیٰ حضرت	شرح سلامِ رضا	عالمہ بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ	19
فیضانِ امیرِ اہلِ سنت	مدنی مذاکرہ	امیرِ اہلِ سنت	21
اسلام اور خواتین			
عورت کو ایسا ہونا چاہئے!	اپونٹس اور بیٹیوں کے معمولات	اُمِّ میلاد عطاریہ	23
علم نور ہے			
حصولِ علمِ دین کی رکاوٹیں	بری عادتیں (قسط7)	عالمہ بنتِ افضل عطاریہ مدنیہ	25
دار الافتاء اہلسنت			
	شرعی رہنمائی	مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی	27
	اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل	مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی	29
رسم ورواج			
شادی کی رسمیں	رخصتی (قسط3)	عالمہ بنتِ منصور عطاریہ مدنیہ	30
اخلاقیات			
جنت میں لے جانے والے اعمال	حوصلہ افزائی	اُمِّ انس عطاریہ	32
جہنم میں لے جانے والے اعمال	حوصلہ شکنی	بنتِ محمد خلیل	35
فیضانِ دعوتِ اسلامی			
	نئی لکھاری	بنتِ فلک شیر عطاریہ	37
	تاثرات وسفارشات	عالمہ اُمِّ غزالی عطاریہ مدنیہ	40

چیف ایڈیٹر
مولانا ابو الابصار قادری

سینئر معاون
مولانا ابو زین العابدین عطاری مدنی

ڈیزائنر
ابو اذلان غوری

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی
دار الافتاء اہل سنت (دعوتِ اسلامی)

اپنے تاثرات (Feedback)، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریرا) واٹس ایپ نمبر پر بھیجئے:
mahnamahkhawateen@dawateislami.net
صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین، مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ دعوتِ اسلامی

حمد و نعت

مناجات

گناہوں سے مجھ کو بچا یاالٰہی

گناہوں سے مجھ کو بچا یاالٰہی
بری عادتیں بھی چھڑا یاالٰہی
خطاؤں کو میری مِٹا یاالٰہی
مجھے نیک خصلت بنا یاالٰہی
تجھے واسطہ سارے نبیوں کا مولیٰ
مِری بخش دے ہر خطا یاالٰہی
غمِ مصطفےٰ دے غمِ مصطفےٰ دے
ہو دردِ مدینہ عطا یاالٰہی
تجھے واسطہ سیّدہ آمِنہ کا
بنا عاشقِ مصطفےٰ یاالٰہی
مجھے مال و دولت کی آفت نے گھیرا
بچا یاالٰہی بچا یاالٰہی
تُو عطّار کو چشمِ نم دے کے ہر دَم
مدینے کے غم میں رُلا یاالٰہی

از: امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ

وسائلِ بخشش (مُرمَّم)، ص100

استغاثہ

حج کے اسباب آقا بنا دو مجھ کو میٹھا مدینہ دکھا دو

حج کے اسباب آقا بنا دو مجھ کو میٹھا مدینہ دکھا دو
مژدۂ جاں فزا اب سنا دو سوئی تقدیر میری جگا دو
اپنے جلوے نظر میں بسا دو میرا سینہ مدینہ بنا دو
حج کروں پھر مدینے میں آؤں یہ شَرف یاحبیبِ خدا دو
جھوم کر گردِ کعبہ پھروں پھر یہ سعادت خدا سے دلا دو
اپنے محراب و منبر کا در کا سبز گنبد کا جلوہ دکھا دو
خوب مکے کی گلیوں میں گھوموں پھر مِنیٰ کی بہاریں دکھا دو
مجھ کو عرفات کے پھر مناظر از پئے غوثِ اعظم دکھا دو
ہجرِ طیبہ میں جو خوب روئیں ایسی آنکھیں پئے مُرتَضیٰ دو
غم مدینے کا اور بے قراری از پئے شاہِ کرب و بلا دو
آخری دن مِری عمر کے ہیں میرا مسکن مدینہ بنا دو
کاش! قدموں میں آئے مجھے موت میرا مدفن مدینہ بنا دو
دم نکلنے کی جاں سوز گھڑیاں آگئیں، آکے کلمہ پڑھا دو
حج کرے ہر برس کاش! عطّار یہ سعادت رسولِ خدا دو

از: امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ

(یکم جمادی الاخریٰ 1440ھ / 06 فروری 2019ء)

یاجوج ماجوج

اُمِّ حبیبہ عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ اُمِّ عطار گلبہار سیالکوٹ

فرمانِ خداوندی ہے: قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ (پ16، الکہف:94) ترجمہ: انہوں نے کہا، اے ذو القرنین! بیشک یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد مچانے والے لوگ ہیں تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ مال مقرر کر دیں اس بات پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں۔

تفسیر

یاجوج ماجوج بالاتفاق حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں البتہ ان کے نسب میں اختلاف ہے۔ یہ دو مرد ہیں جو حضرت یافث بن نوح کے بیٹے ہیں۔[1] ایک قول کے مطابق یاجوج ماجوج دو انسانی قبیلوں کے نام ہیں۔[2] یہ تمام لوگ کافر ہیں۔[3] کیونکہ ایک روایت کے مطابق معراج کی رات اللہ پاک نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو یاجوج ماجوج کی طرف بھیجا، حضور نے انہیں اللہ پاک کے دین کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا حضور نے ارشاد فرمایا کہ وہ جہنم میں حضرت آدم علیہ السلام کی نافرمان اولاد اور ابلیس کی اولاد کے ساتھ ہوں گے۔[4]

یاجوج ماجوج کا حلیہ

ان کے سر کتوں کی طرح ہیں۔ یہ ایک دوسرے کو کبوتروں کی طرح بلاتے اور کتوں کی طرح بھونکتے ہیں۔[5] ان میں بعض کے سینگ، دم اور لمبے لمبے دانت ہیں جن سے وہ گوشت کھاتے ہیں۔ منقول ہے کہ ان میں بعض کا قد صرف ایک بالشت، بعض بہت لمبے اور بعض چار گز لمبے اور چار گز چوڑے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ان کے چرندوں جیسے پنجے اور درندوں جیسے دانت ہیں اور ان کے لمبے لمبے بال ہیں جو انہیں گرمی، سردی سے بچاتے ہیں، ان میں سے بعض کے کان اتنے لمبے ہیں کہ ایک کان میں گرمی اور دوسرے میں سردی بسر کرتے ہیں اور بعض سوتے وقت ایک کان نیچے بچھا کر دوسرا اوپر اوڑھ لیتے ہیں اور جو کوئی ان میں سے مر جائے اس کو کھا جاتے ہیں۔[6]

یاجوج ماجوج کی تعداد

حضرت عبدہ بن ابولُبابہ رحمۃ اللہِ علیہ سے یاجوج ماجوج کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ہمارے ایک شخص کے مقابلے میں ان کی تعداد ایک ہزار ہو گی۔[7] عمدۃ القاری میں ہے: اگر تمام انسانوں کو دس حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ان میں سے نو حصے یاجوج ماجوج ہوں گے اور ایک حصہ بقیہ لوگ۔[8] یہ اللہ پاک کی ایک ایسی مخلوق ہیں جن کی سال میں اتنی تیزی سے نشو و نما ہوتی ہے کہ اتنی تیزی سے کسی دوسری مخلوق کی نشو و نما نہیں ہوتی۔ ان کے 40 گروہ ہیں جن کی فطرت ایک دوسرے سے نہیں ملتی اور ہر گروہ کا بادشاہ اور زبان الگ الگ ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ یاجوج ایک گروہ ہے اور ماجوج چار سو گروہ ہیں، ہر گروہ میں چار لاکھ افراد ہیں اور ان میں کوئی نہیں مرتا جب تک اپنی پشت سے ایک ہزار ایسے مرد نہ دیکھ لے جو ہتھیار نہ اٹھا لیں۔[9]

یاجوج ماجوج کی غذا

حضرت کعبُ الاَحبار رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اژدھا سانپ ہی ہوتا ہے، جب یہ زمین والوں کو تکلیف دیتا ہے تو اللہ پاک اسے خشکی سے اٹھا کر سمندر میں پھینک دیتا ہے۔ پھر اگر

سمندری جانور بھی اس سے خوف زدہ ہوتے ہیں تو اللہ پاک کسی (فرشتے) کو بھیجتا ہے جو اسے سمندر سے اٹھا کر خشکی پر یاجوج ماجوج تک پہنچا دیتا ہے، تو اللہ پاک اس اژدھے کو ان کا رزق بنا دیتا ہے۔[10] وہ اسے گائے کی طرح ذبح کر دیتے ہیں۔[11] اسی طرح یہ کچا گوشت، شکار،[12] پیدائش کے وقت بچے کے ساتھ نکلنے والی جھلیوں[13] کھیتیوں، سبزیوں، آدمیوں، درندوں، وحشی جانوروں، سانپوں اور بچھوؤں تک کو کھا جاتے تھے۔[14]

یاجوج ماجوج کے سامنے دیوار بنانا

کئی ہزار سال پہلے روئے زمین پر اللہ پاک کے ایک ولی کی حکومت تھی جن کا نام اِسْکَنْدَرْ جبکہ لقب ذُوالْقَرْنَیْن تھا، وہ حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی تھے۔[15] انہیں پوری دنیا کی بادشاہت اور مشرق و مغرب کے سفر کا اعزاز بھی حاصل تھا۔[16] جب حضرت ذوالقرنین شمال کی جانب انسانی آبادی ختم ہو جانے والے مقام پر پہنچے تو وہاں دو بڑے عالیشان پہاڑ دیکھے جن کے اُس طرف یاجوج ماجوج کی قوم آباد تھی جو ان پہاڑوں کے درمیانی راستے سے نکل کر قتل وغارت کیا کرتی تھی، یہ جگہ ترکستان کے مشرقی کنارے پر واقع تھی۔ جبکہ دوسری طرف ایک ایسی قوم تھی جن کی زبان عجیب وغریب تھی۔[17] حضرت ذوالقرنین جب وہاں پہنچے تو ان لوگوں نے آپ سے عرض کی: یاجوج و ماجوج فسادی لوگ ہیں، آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی ایسی دیوار بنادیں کہ وہ ہم تک نہ پہنچ سکیں اور ہم ان کے شر سے محفوظ رہیں اور اس کے لئے ہم آپ کی خدمت میں اپنی حیثیت کے مطابق کچھ مال بھی پیش کریں گے۔[18] اس پر آپ نے ان سے فرمایا: اللہ پاک کے فضل سے میرے پاس کثیر مال اور ہر قسم کا سامان موجود ہے تم سے کچھ لینے کی حاجت نہیں، البتہ تم جسمانی قوت کے ساتھ میری مدد کرو اور جو کام میں بتاؤں وہ کرو گے تو میں ایک مضبوط رکاوٹ بنا دوں گا۔[19] چنانچہ آپ نے لوگوں کی درخواست پر بنیاد کھدوائی، جب پانی تک پہنچ گئی تو اس میں پگھلے ہوئے تانبے سے پتھر جمائے گئے اور لوہے کے تختے اوپر نیچے چن کر ان کے درمیان لکڑی اور کوئلہ بھروا کر آگ لگا دی، اسی طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کر دی گئی اور اوپر سے پگھلا ہوا تانبہ دیوار میں ڈال دیا گیا یہ سب مل کر ایک انتہائی سخت جسم ہو گیا، اس کی لمبائی سو گز اور چوڑائی پچاس گز ہے۔[20] جب آپ نے دیوار مکمل کر لی تو یاجوج ماجوج آئے اور اس دیوار پر چڑھنا چاہا مگر اس کی بلندی اور ملائمت کی وجہ سے چڑھ نہ سکے، پھر انہوں نے نیچے سے اس میں سوراخ کرنے کی کوشش کی تو اس دیوار کی سختی اور موٹائی کی وجہ سے اس میں سوراخ بھی نہ کرسکے۔[21]

جب قیامت آنے کا وقت قریب ہو گا تو یاجوج ماجوج کو روکنے والی دیوار کو کھول دیا جائے گا اور وہ زمین کی ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ لوگوں کی طرف اترتے ہوئے آئیں گے۔[22] ایک قول یہ ہے کہ قتلِ دجّال کے بعد جب لوگ امن و امان کی زندگی بسر کر رہے ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہو گا کہ مسلمانوں کو کوہِ طور پر لے جاؤ اس لیے کہ کچھ لوگ ایسے ظاہر ہوں گے جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں، چنانچہ آپ لوگوں کو لے کر قلعہ طور پر پناہ گزین ہوں گے کہ یاجوج ماجوج ظاہر ہوں گے۔[23] اور ان کا یہ نکلنا قُربِ قیامت کی علامات میں سے ہے۔[24] ایک روایت میں ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا: آج یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل چکی ہے اور اپنے ہاتھ مبارک سے 90 کا ہندسہ بنایا۔[25] لہٰذا جب ان کے نکلنے کا وقت ہو گا تو اللہ پاک حضرت جبرئیل علیہ السلام کو زمین پر بھیجے گا اور وہ چھ چیزوں کو زمین سے اُٹھا کر آسمان کی طرف لے جائیں گے: قرآن مجید، تمام علوم، حجرِ اسود، مقامِ ابراہیم، تابوتِ موسیٰ اور پانچ نہریں (جیحون، سَیحون، دِجلہ، فُرات اور نیل)۔ جب یہ 6 چیزیں زمین سے اُٹھالی جائیں گی تو دین و دنیا کی برکتیں روئے زمین سے اُٹھ جائیں گی اور لوگ ان

برکتوں سے بالکل محروم ہو جائیں گے۔[26]

نیز ایک روایت میں ہے: یاجوج ماجوج روزانہ دیوار کھودتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ سورج کو غروب ہوتا دیکھتے ہیں تو ان کا سردار کہتا ہے: واپس چلو! ہم اسے کل صبح کھودیں گے۔ مگر دوسری صبح اللہ پاک اس دیوار کو پہلے سے بھی زیادہ مضبوط بنا دیتا ہے یہاں تک کہ جب ان کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ پاک انہیں لوگوں پر بھیجنے کا ارادہ فرمائے گا تو وہ دیوار کھودیں گے یہاں تک کہ سورج کے غروب کے وقت ان کا سردار کہے گا: واپس چلو! ان شاءاللہ ہم اسے کل کھودیں گے! لہٰذا اس بار جب وہ دوبارہ صبح کے وقت اس دیوار کی طرف آئیں گے تو وہ اسی حالت میں ہو گی جس حالت میں وہ اسے چھوڑ کر گئے تھے، چنانچہ وہ اسے کھودیں گے اور وہاں سے نکل کر سارا پانی پی جائیں گے، لوگ ان سے بچنے کے لیے قلعے میں بند ہو جائیں گے۔ پھر یاجوج ماجوج اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے، جب وہ تیر ان کی طرف واپس آئیں گے تو خون آلود ہوں گے، لہٰذا وہ کہیں گے: ہم نے زمین والوں پر بھی غلبہ حاصل کر لیا اور آسمان والوں پر بھی بلندی حاصل کر لی۔ اس وقت اللہ پاک ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا کرے فرمائے گا اور ان کے ذریعے ان سب کو مار دے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! زمین کے تمام جانور ان کے گوشت کی وجہ سے موٹے تازے ہو جائیں گے اور ان کے تھن دودھ سے بھر جائیں گے۔[27]

یاجوج ماجوج کے مرنے کے بعد کیا ہو گا؟

ان کے مرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی پہاڑ سے اتریں گے تو دیکھیں گے کہ تمام زمین ان کی لاشوں اور بدبو سے بھری پڑی ہے یہاں تک کہ ایک بالشت زمین بھی خالی نہ ہو گی، آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پھر دعا فرمائیں گے، اللہ پاک ایک سخت آندھی اور ایک خاص قسم کے پرندے بھیجے گا، وہ ان کی لاشوں کو جہاں اللہ پاک چاہے گا پھینک آئیں گے اور ان کے تیر و ترکش کو مسلمان سات برس تک جلائیں گے۔ پھر اس کے بعد بارش ہو گی جس سے زمین بالکل ہموار ہو جائے گی اور زمین کو حکم ہو گا کہ اپنی برکتیں اگل دے تو یہ حالت ہو گی کہ انار اتنے بڑے بڑے پیدا ہوں گے کہ ایک انار سے ایک جماعت کا پیٹ بھرے گا اور اس کے چھلکے کے سائے میں دس آدمی بیٹھیں گے اور دودھ میں یہ برکت ہو گی کہ ایک اونٹنی کا دودھ جماعت کو کافی ہو گا اور ایک گائے کا دودھ قبیلے بھر کو اور ایک بکری کا خاندان بھر کو کفایت کرے گا۔[28]

حاصل شدہ سبق

1- زمین میں قتل وغارت کرنے والوں کا انجام ہلاکت ہے۔

2- اللہ پاک ظالموں کو ایک دم قتل کرنے پر قادر ہے لیکن انہیں موقع دیتا ہے کہ توبہ کر لیں۔

3- کسی بھی جائز کام سے پہلے ان شاءاللہ کہنے کی عادت بنا لینی چاہیے اس کی برکت سے کام سرانجام ضرور پائے گا۔

4- مشہور محاورہ ہے: **اچھے سنگ ترے** یعنی جو اچھوں کے ساتھ رہے تو ان شاءاللہ اس کا انجام بھی اچھا ہو گا۔

اللہ پاک تمام مسلمانوں کو یاجوج ماجوج سمیت ہر طرح کے فتنہ وفساد سے محفوظ فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

(1) عمدۃ القاری، 11/40، 41 (2) تفسیر نسفی، ص726 (3) تفسیر صاوی، 4/1218 (4) عمدۃ القاری، 11/42 (5) عمدۃ القاری، 11/41 (6) عمدۃ القاری، 11/41، 42 ملخصاً (7) حلیۃ الاولیاء، 6/122، رقم: 8033 (8) عمدۃ القاری، 11/41 (9) عمدۃ القاری، 11/41، 42 ملخصاً (10) حلیۃ الاولیاء، 6/24، رقم: 7685 (11) عمدۃ القاری، 11/42 (12) عمدۃ القاری، 11/41 ملخصاً (13) عمدۃ القاری، 11/42 ملخصاً (14) ہمارا اسلام، ص260 (15) تفسیر صاوی، 4/1214 (16) تفسیر نسفی، ص661 (17) تفسیر روح البیان، 5/296-297 (18) تفسیر خازن، 3/225 (19) تفسیر نسفی، ص663-664 (20) تفسیر خازن، 3/225، 226 ملخصاً (21) تفسیر روح البیان، 5/299 (22) تفسیر نسفی، ص726 (23) ہمارا اسلام، ص260 (24) تفسیر خازن، 3/226 (25) بخاری، 4/452، حدیث: 7135، 7136 (26) تفسیر صاوی، 4/1360 (27) ابن ماجہ، 4/410، 409، حدیث: 4080 (28) ہمارا اسلام، ص260، 261

دم، تعویذ اور جھاڑ پھونک

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز خوشبوئے عطار واہ کینٹ

حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی گردن میں ایک دھاگا دیکھا تو پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ دم کیا ہوا دھاگا ہے تو آپ نے اسے لے کر توڑ دیا اور اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے دم اور تعویذات کو شرک قرار دیا ہے۔(1)

شرحِ حدیث

اللہ پاک نے بیماری پیدا فرمائی تو ساتھ میں اس سے نجات کے جو طریقے انسانوں کو سکھائے، ان میں سے ہر طریقہ اگرچہ اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہے، مگر بیماری سے شفا صرف اللہ پاک کے حکم سے ہی ممکن ہے۔ چنانچہ علاج کے انہی طریقوں میں سے ایک طریقہ دم اور تعویذ بھی ہے۔ دم سے مراد کچھ پڑھ کر پھونک دینا ہے اور اگر یہ دم کسی دھاگے وغیرہ پر کیا گیا ہو تو اسے گنڈا کہتے ہیں۔ جبکہ تعویذ سے مراد **حفاظت کی دعا کرنا** ہے، اسے تحریری دعا بھی کہا جاسکتا ہے، جس طرح زبانی دعا اللہ پاک کے حکم سے اثر کرتی ہے اسی طرح تحریری دعا بھی اللہ پاک کے حکم سے تاثیر رکھتی ہے۔

مذکورہ حدیث میں دھاگے سے مراد گنڈے کا نیلا دھاگا ہے جس پر جادوگر جادو کا دم کر کے مریض کو پہناتے ہیں، چونکہ ان کے دم میں مشرکانہ الفاظ اور بتوں کا توسل وغیرہ ہوتا ہے، اس لیے حضرت عبدُ اللہ بن مسعود نے اس گنڈے کے پہننے کو شرک قرار دیا اور حضرات صوفیائے کرام کے گنڈے جن میں وہ قرآنی آیات یا ماثورہ دعائیں پڑھ کر دم کر کے گرہ لگاتے ہیں بالکل جائز ہیں۔(2) جیسا کہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم دورِ جاہلیت میں دم کرتے تھے تو ہم نے اس کے متعلق جب حضور سے پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہم پر پیش کرو؛ جھاڑ پھونک میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو۔(3) بلکہ ایک روایت کے مطابق تو حضور نے خود بھی ایسا فرمایا، جیسا کہ حضرت ابنِ ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! اللہ پاک سے میرے لیے شہادت کی دعا کیجیے۔ حضور نے انہیں چند بال لانے کا حکم ارشاد فرمایا، وہ بال لائے گئے تو حضور نے ان کی کلائی پر یہ بال باندھ دیئے۔ پھر اس میں پھونک ماری اور فرمایا: یا اللہ! ابنِ ثعلبہ کا خون مشرکین، منافقین پر حرام فرمادے۔(4)

ضروری وضاحت مذکورہ حدیث پاک کے علاوہ بھی بعض روایات میں دم اور تعویذ وغیرہ سے منع کیا گیا ہے اور دم کروانے کو توکّل کے منافی قرار دیا گیا ہے لیکن یاد رہے کہ اس طرح کی احادیثِ مبارکہ میں مطلقاً ممانعت مراد نہیں، بلکہ علمائے کرام نے اس کے مختلف معانی بیان فرمائے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

⇐ ممانعت ایسے تعویذ یا دم وغیرہ کی ہے کہ جس میں شرکیہ وکفریہ یا ممنوع کلمات ہوں، لہٰذا جس میں ایسی کچھ خلافِ شرع بات نہ ہو، اس کی ممانعت نہیں ہے۔

⇐ اس سے مراد وہ دم وغیرہ ہے کہ جس میں کفار کے منتر وغیرہ میں سے کچھ شامل ہو یا وہ ایسے کلمات پر مشتمل ہو کہ جس کا معنیٰ ہی معلوم نہ ہو، کیونکہ اس صورت میں یہ

احتمال بھی موجود ہے کہ ہو سکتا ہے اس کا معنیٰ کفریہ ہو، لہٰذا اس سے بھی ممانعت فرمائی۔

⇐ ممانعت ان لوگوں کے متعلق ہے کہ جو اس تعویذ وغیرہ کو مُؤثِّرِ حقیقی سمجھتے ہیں، حالانکہ مُؤثِّرِ حقیقی اللہ پاک ہے، تعویذ وغیرہ ذرائع و اسباب سے متعلق ہوتے ہیں۔ یا ممانعت ایسی چیزوں سے متعلق ہے کہ جن چیزوں کے متعلق کفار کے ذہن میں تاثیر کا عقیدہ راسخ ہو چکا تھا۔

⇐ ممانعت والی روایات سے مراد شیطانی منتر یا جادو ہے یا ایسا عمل ہے کہ جسے کسی ناجائز کام کے لیے کیا جائے جیسے میاں بیوی میں جدائی وغیرہ کروانے کے لیے۔

⇐ پہلے اس کی ممانعت تھی، لیکن بعد میں جائز کلمات پر مشتمل تعویذات وغیرہ کی اجازت دیدی گئی یعنی ممانعت والی روایات منسوخ ہیں اور اجازت والی ناسخ ہیں۔[5]

دم اور تعویذ کا مقصد اللہ پاک کے پاکیزہ کلمات سے شفا حاصل کرنا ہوتا ہے اور جس طرح دوا اللہ پاک کے حکم سے شفا دیتی ہے اسی طرح اللہ پاک کا ذکر اور اس کا پاکیزہ کلام بھی اس کے حکم سے شفا دیتا ہے، جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے: وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ (پ15، بنی اسرائیل:82) ترجمہ: اور ہم قرآن میں وہ چیز اتارتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔ یعنی قرآن روحانی امراض مثلاً برے عقائد و اخلاق سے اور جسمانی امراض سے شفا دیتا ہے کیونکہ اس کی تلاوت میں برکت اور بیماری سے شفا ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں بھی اس بات کا ذکر موجود ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے: جو قرآنِ کریم سے شفا حاصل نہ کرے تو اسے اللہ پاک شفا نہیں دیتا۔[6] اور ایک روایت میں ہے: قرآن بہترین دوا ہے۔[7] یہ بات حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بخوبی جانتے تھے اور ایسا ان کے عمل سے بھی ثابت ہے، جیسا کہ مروی ہے کہ آپ نے ایک بیمار کے کان میں کچھ پڑھا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ حضور نے ان سے جب پوچھا کہ اس کے کان میں کیا پڑھا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: میں نے سورۂ مومنون کی آخری چار آیات پڑھی ہیں۔ اس پر حضور نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی یقین والا شخص ان آیات کو پہاڑ پر پڑھے تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔[8]

یقیناً الفاظ اثر رکھتے ہیں اس کا مشاہدہ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں بھی کرتے ہیں۔ کوئی انسان کسی دوسرے کو برا بھلا کہے، گالی دے تو وہ فوراً آگ بگولہ ہو جاتا اور اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو جاتا ہے۔ یونہی نرمی اور پیار کے دو بول سامنے والے پر ایسا اثر کرتے ہیں کہ وہ گرویدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جب انسان کے الفاظ میں ایسی تاثیر ہے کہ چاہیں تو دل جیت لیں اور چاہیں تو دل چیر دیں تو اس پاک پروردگار کے کلام میں کیسی تاثیر ہو گی جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے! لہٰذا اگر قرآن پاک کی کوئی آیت یا ذکر اللہ پر مشتمل کوئی اور کلام پڑھ کر پھونکا جائے تو یقیناً اثر کرتا ہے۔ اس کا انکار کرنے والوں کو وہی جواب دینا بہتر ہے جو حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز نے ایک مُلْحِد (بے دین) کو دیا، جس نے تعویذات کے اثر میں کلام کیا۔ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا: **تو عجیب گدھا ہے۔** وہ دنیوی طور پر بڑا معزز بنتا تھا یہ لفظ سنتے ہی اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں اور بدن غیظ سے کانپنے لگا اور حضرت سے اس فرمانے کا شاکی ہوا، فرمایا: میں نے تو تمہارے سوال کا جواب دیا ہے گدھے کے نام کا اثر تم نے مشاہدہ کر لیا کہ تمہارے اتنے بڑے جسم کی کیا حالت کر دی لیکن مولیٰ عزوجل کے نام پاک میں اثر سے منکر ہو۔[9]

یاد رکھئے! شریعت میں ایسے تعویذات اور دم وغیرہ کی اجازت ہے جو آیات واحادیث پر مشتمل ہوں یا ایسے کلمات پر مشتمل ہوں کہ جن میں کوئی شرک وغیرہ خلافِ شرع بات نہ ہو۔ البتہ اگر دم یا تعویذ کسی بھی خلافِ شرع بات یا ایسے الفاظ پر مشتمل ہو جس کا معنی ہی معلوم نہ ہو تو ایسے تعویذات وغیرہ کی اجازت نہیں ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں: عملیات و تعویذ اسمائے الٰہی و کلامِ الٰہی سے ضرور جائز ہیں جبکہ ان میں کوئی طریقہ خلافِ شرع نہ ہو۔ مزید فرماتے ہیں کہ نفسِ عمل یا تعویذ میں کوئی امر خلافِ شرع ہو یا مقصود میں؛ تو نا جائز ہے ورنہ جائز بلکہ نفع رسانیٔ مسلم کی غرض سے محمود و موجبِ اجر۔[10] جیسا کہ حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زہریلے جانوروں کے کاٹنے پر دم کرنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضور نے اس کی اجازت دی ہے۔[11] بلکہ بعض صورتوں میں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود ایسا کرنے کی ترغیب بھی دلائی، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: ام المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک لڑکی کے چہرے پر زردی دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے دم کراؤ، کیونکہ اسے نظر لگی ہوئی ہے۔[12] اور اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کبھی بیمار ہوتے تو حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو دم کیا کرتے تھے۔[13] صحابہ کرام چونکہ حضور کے تربیت یافتہ تھے، اس لئے وہ حضور کی حیاتِ مبارکہ میں بھی دم کی اہمیت سے واقف تھے اور ایسا کیا بھی کرتے تھے، جیسا کہ ایک مشہور روایت میں ہے کہ 30 صحابہ کرام سفر پر تھے، راستے میں ایک مقام پر کسی نے ان سے عرض کی: ہمارے سردار کو بچھونے کاٹ لیا ہے، کیا آپ کچھ کر سکتے ہیں؟ تو ایک صحابی نے دم کے بدلے کچھ معاوضے کی شرط پر حامی بھر لی اور پھر جب سورۂ فاتحہ پڑھ کر مریض کو دم کیا تو مریض ٹھیک ہو گیا اور جب معاوضے کی بکریاں لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور مسکرائے اور ارشاد فرمایا: وہ سب بکریاں لے لو اور میرا حصہ بھی رکھو۔[14]

تعویذ گلے میں لٹکانے کا جواز ترمذی شریف کی روایت میں ہے: جب تم میں سے کوئی نیند میں ڈر جائے تو یہ کلمات پڑھے: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔ تو شیاطین ہرگز نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ چنانچہ حضرت عبدُ اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہ اپنی بالغ اولاد کو یہ کلمات پڑھنے کی تلقین کرتے اور نابالغوں کے گلے میں کسی کاغذ پر لکھ کر ڈال دیتے تھے۔[15] چنانچہ یہی وجہ ہے کہ کئی بزرگانِ دین سے تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالنے کے جواز کے متعلق مروی ہے، مثلاً حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قرآنی تعویذ کو کسی ڈبیہ یا کاغذ میں لپیٹ کر لٹکانے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ تعویذ کو جماع اور بیت الخلاء جاتے وقت اتار دیا جائے۔ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے بچوں کو تعویذ لٹکانے کی رخصت دی ہے۔ امام ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ قرآن میں سے کچھ لکھ کر انسان کے گلے میں لٹکایا جائے۔[16]

تعویذات گھول کر پینے کا ثبوت امام ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب **مدخل** میں فرماتے ہیں: شیخ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ کا بیٹا شدید بیمار ہو گیا، فرماتے ہیں: یہاں تک کہ میں اس سے مایوس ہو گیا اور یہ معاملہ مجھ پر سخت ہو گیا۔ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی اور میں نے اپنے بیٹے کی بیماری کا عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: تم آیاتِ شفا سے شفا حاصل کیوں نہیں کرتے؟ فرماتے ہیں: میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے غور کیا تو وہ کتاب اللہ میں چھ جگہوں پر تھیں اور وہ یہ ہیں:

❶ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ (پ10، التوبہ:14) ❷ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ (پ11، یونس:57) ❸ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (پ14، النحل:69) ❹ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (پ15، بنی اسرآءیل:82) ❺ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (پ19، الشعراء:80) ❻ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ (پ24، حٰم السجدۃ:44) فرماتے ہیں: میں نے ان آیات کو ایک کاغذ میں لکھا اور پانی میں گھول کر اپنے بیٹے کو پلا دیا۔ ایسا لگا گویا کہ اس کے پاؤں سے گرہ کھل گئی ہو یعنی اسے شفا مل گئی۔[17]

تعویذات کے آداب

قرآنی آیات اور اللہ پاک کے ذکر پر مشتمل کلمات کے تعویذات یقیناً فائدہ دیتے ہیں؛لیکن تعویذ پہننے یا کسی بھی طرح تعویذ استعمال کرنے والی، نیز دیگر اوراد و وظائف کرنے والی کو چاہیے کہ وہ تعویذات کے آداب کا بھی خیال رکھے تاکہ ان تعویذات کی تاثیر میں مزید اضافہ ہو۔ چند آداب و احتیاطیں پیشِ خدمت ہیں:

1) **ذاتِ الٰہی پر پختہ یقین** وظیفہ کرنے، تعویذ استعمال کرنے، دم کروانے میں اللہ پاک کی ذات پر کامل یقین ہونا چاہیے اور یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ ان شاءاللہ الکریم یہ دم، تعویذ، وظیفہ اللہ پاک کے حکم سے ضرور فائدہ دیں گے۔ کیونکہ اللہ پاک کی ذات پر بھروسا اور اعتقاد میں کمی کی صورت میں تعویذات وغیرہ کی تاثیر میں بھی کمی آجاتی ہے۔

2) **نمازوں کی پابندی** تعویذات استعمال کرنے یا کسی بھی مشکل و پریشانی کے حل کے لیے وظیفہ کرنے والی کو پنج وقتہ نماز کی بھی پابندی کرنا چاہئے کہ پنج وقتہ نماز کی پابندی خود سب سے بڑا وظیفہ ہے۔[18]

3) **زبان کو گناہوں سے پاک رکھنا** اپنی زبان کو ذکرُ اللہ میں مصروف رکھئے اور گناہوں بھری باتوں مثلاً جھوٹ، غیبت اور چغلی وغیرہ سے محفوظ رکھئے تاکہ زبان میں تاثیر پیدا ہو۔

4) **باطن کو پاک رکھنا** اپنے ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کو بھی گناہوں کی گندگی سے پاک وصاف کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے استغفار کی کثرت کیجئے۔

5) **بھوک سے کم کھانا** بھوک سے کم کھانے کی بھی عادت بنائیے کہ پیٹ بھرا انسان دعا کی تاثیر سے محروم رہتا ہے۔

6) **گیارہویں شریف کی نیاز دلوانا** تعویذ پہننے یا کوئی بھی وظیفہ کرنے سے پہلے بہتر ہے کہ حضور غوثِ پاک کی گیارہویں شریف کے لیے کم از کم گیارہ روپے کی یا جتنا ہو سکے نیاز کرے کہ ان بزرگوں کی برکت سے ان شاءاللہ تعویذات و وظائف کی تاثیر میں اضافہ ہوگا۔

تعویذ پہننے کی 3 احتیاطیں

تعویذ پہننے کی احتیاطیں بھی پیشِ نظر رکھنی چاہئیں مثلاً

1) عورت سونے چاندی یا کسی بھی دھات کی ڈبیہ میں تعویذ پہن سکتی ہے لیکن مرد کے لیے سونے چاندی یا کسی دھات کی ڈبیہ میں تعویذ پہننا ہرگز جائز نہیں۔

2) تعویذ کپڑے وغیرہ میں سی کر بھی پہنا جاسکتا ہے لیکن بہتر ہے کہ چمڑے وغیرہ میں سلوا لیا جائے تاکہ محفوظ رہے۔

3) اگر تعویذ چمڑے یا کپڑے وغیرہ میں سلا ہوا نہ ہو تو بیتُ الخلاء جاتے وقت اسے اتار دیجئے۔ یونہی اللہ پاک یا کسی مقدس نام کا لاکٹ وغیرہ گلے میں ہو تو اسے بھی اتار دیجئے یا جیب وغیرہ میں رکھ لیجئے تاکہ بے ادبی نہ ہو۔

تعویذ بے اثر کیوں ہو جاتے ہیں؟ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ تعویذات استعمال کرنے کے باوجود اثر نہیں ہوتا۔ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

1) اعتقاد کی کمی۔ 2) نمازوں میں سستی۔ 3) ظاہر و باطن کو گناہوں سے نہ بچانا۔ 4) تعویذ کے اندر اگر پانی چلا جائے تو بھی تعویذ بے اثر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تعویذ کی حفاظت کے لیے اسے چمڑے وغیرہ میں اچھی طرح سلوا لینا بہتر ہے۔ 5) تعویذ کو کھول کر دیکھنے سے اس کا اثر ختم ہو جاتا ہے کیونکہ ایسا کرنا اعتقاد میں کمی کی علامت ہے۔ جیسا کہ ایک شخص کو بخار آگیا، اُس کے استاذِ محترم حضرت شیخ فقیہ ولی عمر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ عیادت کے لئے تشریف لائے اور جاتے ہوئے ایک تعویذ عنایت کرکے فرمایا: اس کو کھول کر دیکھنا مت۔ ان کے جانے کے بعد اس نے تعویذ باندھ لیا، فوراً بخار جاتا رہا۔ اس سے رہا نہ گیا، کھول کر جو دیکھا تو بِسمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھی تھی۔ دل میں وسوسہ آیا کہ یہ تو کوئی بھی لکھ سکتا ہے! عقیدت میں کمی آتے ہی فوراً بخار لوٹ آیا۔ گھبرا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور غلطی کی معافی چاہی۔ شیخ نے دوبارہ تعویذ بنا کر

اپنے دستِ مبارک سے باندھ دیا، بخار فوراً چلا گیا۔ اب کی بار دیکھنے سے منع نہ فرمایا تھا مگر ڈر کے مارے کھول کر نہ دیکھا۔ بالآخر سال بھر کے بعد جب کھول کر دیکھا تو وہی بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھی تھی۔[19]

اس حکایت سے یہ درس ملا کہ تعویذ کھول کر نہیں دیکھنا چاہیے کہ اس سے اعتقاد ڈگمگانے کا خطرہ رہتا ہے۔ پھر اسے تہ کرنے کے مخصوص طریقے کے ساتھ ساتھ لپیٹنے کے دوران بعض اوقات کچھ پڑھا ہوا بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا کھول کر دیکھنے سے اُس کے فوائد میں کمی آسکتی ہے۔

خواتین کا مخصوص ایام میں تعویذ پہننا اگر تعویذ کپڑے یا چمڑے وغیرہ میں سلا ہوا ہے تو خواتین ایامِ مخصوصہ میں اسے پہن سکتی ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔ یونہی دم کی ہوئی ڈوری بھی کلائی وغیرہ پر باندھ سکتی ہیں۔ البتہ قرآنی آیات پر مشتمل وظائف کرنے کی ان ایام میں اجازت نہیں، ان کے علاوہ دیگر وظائف وغیرہ کر سکتی ہیں۔

صرف دم، تعویذات وغیرہ پر بھروسا کرنا کیسا؟ خواتین کی ایک تعداد یہ کہتی ہے کہ ہم نے بہت وظائف کیے اور بڑے تعویذات استعمال کیے لیکن فائدہ ہی نہیں ہوتا۔ ان سے اگر پوچھا جائے کہ آپ نماز کتنے وقت کی پڑھتی ہیں یا دیگر نیکیاں کس قدر کرتی ہیں یا گناہوں سے کس قدر بچتی ہیں؟ تو شاید ان کے پاس سوائے خاموشی و شرمندگی کے کوئی جواب نہ ہو گا۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ انسان اللہ پاک کے احکامات کی پیروی کرے نہ فرائض و واجبات ادا کرے اور گناہوں میں زندگی گزارے، پھر یہ خواہش بھی کرے کہ میری دعاؤں میں اثر پیدا ہو۔ ذرا سوچئے کہ جس زبان سے ہر وقت جھوٹ، غیبت، چغلی، دل دکھانے اور دیگر گناہوں کا سلسلہ رہتا ہو اس زبان میں بھلا تاثیر کہاں سے آئے گی! لہٰذا وظائف ضرور کیجئے لیکن گناہوں سے بھی بچئے اور اپنی زندگی کو نیک کاموں میں گزارنے کی کوشش کیجئے۔ اگر گھر میں نمازوں کی پابندی، قرآنِ پاک کی تلاوت، ذکر و درود وغیرہ کا سلسلہ رہے گا تو ان شاءَ اللہ الکریم بہت سی آفتیں، بلائیں، مصیبتیں، آزمائشیں اور بیماریاں خود ہی دور ہو جائیں گی۔

کتاب وغیرہ سے دیکھ کر کوئی وظیفہ کرنا کیسا؟ جب بھی کوئی وظیفہ کرنا ہو تو کسی مستند ذریعے سے حاصل کیا گیا وظیفہ ہی کرنا چاہئے۔ بعض وظائف کیلئے باقاعدہ اجازت کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا کسی جامع شرائط پیر یا کسی بزرگ کی اجازت سے ہی وظائف شروع کئے جائیں ورنہ نقصان ہو سکتا ہے۔ جو لوگ کسی بھی غیر مستند کتاب یا سوشل میڈیا وغیرہ سے دیکھ کر وظیفہ کرنا شروع کر دیتے ہیں انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ انہیں اوراد و وظائف کی شرائط اور ضروری آداب جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب جنّتی زیور صفحہ 573 تا 576 کا لازمی مطالعہ کر لینا چاہیے۔ دعوتِ اسلامی کے **شعبہ روحانی علاج** کے ذریعے چونکہ روحانی علاج کی سہولت بالکل مفت فراہم کی جاتی ہے۔ لہٰذا آپ اپنے مسائل کے حل کے لئے اس شعبے کے بستے سے رابطہ کر کے فی سبیل اللہ اوراد و وظائف اور تعویذات حاصل کر سکتی ہیں۔ نیز مکتبۃ المدینہ کی کتاب **مدنی پنج سورہ** اور **پردے کے بارے میں سوال جواب** نیز ان رسائل **40 روحانی علاج مع طبی علاج، بیمار عابد، زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی، چڑیا اور اندھا سانپ، مینڈک سوار بچھو** میں بھی کئی وظائف موجود ہیں۔

---

(1) مشکاۃ المصابیح، 2/147، حدیث:4552 (2) مراۃ المناجیح، 6/235 (3) مسلم، ص931، حدیث:5732 (4) معرفۃ الصحابہ، 5/51، رقم:7113 (5) احکام تعویذات مع تعویذات کا ثبوت، ص79 تا 81 ملخصاً (6) تفسیر غرائب القران، 4/379 (7) ابن ماجہ، 4/117، حدیث:3501 (8) مسند ابی یعلیٰ، 4/345، حدیث:5023 (9) فتاویٰ رضویہ، 24/207 (10) فتاویٰ رضویہ، 24/197، 196 ملتقطاً (11) بخاری، 4/32، حدیث:5741 ملخصاً (12) بخاری، 4/32، 31، حدیث:5739 (13) مسلم، ص927، حدیث:5699 (14) بخاری، 4/31، 30، حدیث:5736 (15) ترمذی، 5/312، 313، حدیث:3539 (16) تفسیر بحر محیط، 6/73 (17) مدخل، 2/327 (18) قسط:49 کیا جنات غیب جانتے ہیں؟ ص19 (19) فیضانِ سنت، ص63 ملخصاً

عالمہ اُمِّ غزالی عطاریہ مدنیہ شعبہ ماہنامہ خواتین

رمضان المبارک کی عبادات

رمضان شریف میں رحمت کے دروازے کھل جاتے، جہنم کے دروازے بند ہو جاتے اور سرکش شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں۔ اس ماہ کا ہر لمحہ رحمت بھرا ہے۔ اس میں مسلمان عبادت کا خاص اہتمام کرتے ہیں کہ اس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب 70 گنا کر دیا جاتا ہے۔[1] ایک روایت کے مطابق اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جاتا کہ رمضان کیا ہے تو وہ سب تمنا کرتے کہ کاش! پورا سال ہی رمضان ہوتا۔[2]

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رمضان میں پانچ حروف ہیں: ر م ض ا ن۔ ر سے مراد رحمتِ الٰہی، میم سے مراد محبتِ الٰہی، ض سے مراد ضمانِ الٰہی، الف سے امانِ الٰہی، ن سے نورِ الٰہی۔ رمضان میں پانچ عبادات خصوصی ہوتی ہیں: روزہ، تراویح، تلاوتِ قرآن، اعتکاف اور شبِ قدر میں عبادات۔ تو جو کوئی صدقِ دل سے یہ پانچ عبادات کرے وہ ان پانچ انعاموں کا مستحق ہے۔[3] ان پانچ عبادات کی مختصر تفصیل کچھ یوں ہے:

روزہ ہر چیز کا ایک دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے۔[4] روزہ ارکانِ اسلام میں سے ہے اور رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان (مرد و عورت) عاقل و بالغ پر فرض ہیں اور ایک روایت کے مطابق ایمان و ثواب کی امید پر رمضان کے روزے رکھنا پچھلے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔[5]

تراویح اس مہینے کی خصوصی عبادت نمازِ تراویح ہے جو ہر عاقل و بالغ عورت کیلئے سنتِ مؤکدہ ہے۔[6] اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔ جمہور کے نزدیک نمازِ تراویح کی 20 رکعت ہیں۔[7] جو عشا کے فرض پڑھنے کے بعد صبحِ صادق تک پڑھی جا سکتی ہیں، اگر عشا کے فرض ادا کرنے سے پہلے پڑھ لیں تو نہ ہوں گی۔[8] بہتر یہ ہے کہ تراویح دو دو کر کے دس سلام کے ساتھ ادا کریں۔[9] ہر چار رکعتوں کے بعد اتنی دیر آرام لینے کے لئے بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعات پڑھی ہیں۔ اس وقفے کو ترویحہ کہتے ہیں۔[10] ترویحہ کے دوران اختیار ہے کہ چپ بیٹھیں یا ذکر و درود اور تلاوت کریں یا تنہا نفل پڑھیں یا یہ تسبیح بھی پڑھ سکتی ہیں: سُبْحٰنَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحٰنَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ! يَا مُجِيْرُ! يَا مُجِيْرُ! بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ بیس رکعتیں ہو چکنے کے بعد پانچواں ترویحہ بھی مستحب ہے۔[11]

تلاوتِ قرآن اس مبارک مہینے کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ پاک نے قرآنِ پاک نازل فرمایا۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اس ماہِ مبارک کی ہر رات میں جبریلِ امین علیہ السلام کے ساتھ قرآنِ پاک کا دور فرماتے۔[12] لہٰذا ہمیں بھی اس ماہ میں دیگر عبادات کے ساتھ تلاوتِ قرآن پاک کی عادت بنانی چاہیے، بلکہ ماہِ رمضان میں ختمِ قرآن کرنا چاہیے اور جو حافظہ ہوں انہیں تو تراویح میں قرآنِ پاک مکمل کرنا چاہئے۔ ہمارے بزرگانِ دین رمضان شریف میں کثرت سے تلاوت فرمایا کرتے، مثلاً امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف اور عید الفطر میں 62 قرآنِ پاک ختم کرتے (ایک دن میں، ایک رات میں، ایک تراویح میں اور ایک عید کے روز)۔[13]

حضرت قتادہ بن دِعامہ رحمۃ اللہ علیہ (رمضان کے علاوہ) سات راتوں میں ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کیا کرتے، رمضان میں تین راتوں میں اور رمضان کے آخری عشرے کی ہر رات ایک قرآنِ پاک ختم کرتے تھے۔[14]

اعتکاف یہ مہینا رحمت، برکت اور توبہ و مغفرت کا ہے۔ اس ماہ میں ایک رات ایسی ہے جس کی فضیلت پانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پورا مہینا اعتکاف فرمایا اور آخری دس دن تو آپ نے کبھی بھی اعتکاف نہ چھوڑا، بلکہ اس کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان میں دس دن کا اعتکاف کر لیا وہ ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔[15] لہٰذا ممکن ہو تو رمضان شریف کے آخری عشرے کا اعتکاف اپنے گھر کی مسجد میں ضرور کیجئے۔

شبِ قدر یوں تو رمضان شریف کی ساری راتیں ہی بابرکت ہیں، مگر اس ماہ کی ایک رات یعنی شب قدر کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے، اس رات میں ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز ادا فرماتے، قرآنِ کریم کی تلاوت، دعا اور ذکر و اذکار بھی فرماتے۔[16] اور بزرگانِ دین بھی اس رات خصوصی عبادت کا اہتمام فرماتے۔ چنانچہ ان سے عبادت کے جو چند طریقے مروی ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں:

☆جو رمضان شریف کی 27 ویں رات دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ اس کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر ایک بار اور سورۂ اخلاص 100 بار پڑھے، پھر نماز سے فارغ ہو کر 100 بار درودِ پاک پڑھے تو اس کو بے شمار اجر و ثواب حاصل ہو گا۔[17] ☆جو کوئی شبِ قدر میں سورۂ قدر سات بار پڑھے تو اللہ پاک اسے ہر بلا سے محفوظ فرما دیتا ہے اور 70 ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کرتے ہیں اور جو کوئی جب کبھی جمعہ کے روز، نمازِ جمعہ سے پہلے تین بار پڑھتا ہے اللہ پاک اس روز کے تمام نماز پڑھنے والوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھتا ہے۔[18] ☆شبِ قدر کی کم سے کم دو، زیادہ سے زیادہ ہزار اور درمیانی تعداد 100 رکعت ہیں، جن میں قراءت کی درمیانی مقدار یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورۂ قدر اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھیں، اور ہر دو رکعت پر سلام پھیر کر درودِ پاک بھی پڑھئے۔[19]

شبِ قدر کی دعا اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی۔

27ویں دن کے نوافل جس طرح شبِ قدر یعنی رمضان کی ستائیسویں رات میں رحمتیں نازل ہوتی ہیں، اسی طرح ستائیس رمضان بھی بڑا بابرکت دن ہوتا ہے اور اس میں بھی خوب خوب عبادت کرنی چاہیے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں یہ چاہتا ہوں کہ لوگ لیلۃ القدر کے دن میں بھی رات کی طرح دلچسپی سے عبادت کریں اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لیلۃ القدر کا دن بھی رات کی طرح افضل ہے۔[20] حضرت اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: 27 رمضان شریف دن میں 12 رکعت نماز ادا کرے، اس کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورۂ قدر ایک بار اور سورۂ اخلاص 7 بار پڑھے، جب نماز سے فارغ ہو تو 3 بار کہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ، پھر تین بار درودِ پاک بھیجے تو اللہ پاک قیامت کے دن اس سے عذاب و حساب دور فرمائے گا اور وہ انبیائے کرام کے ساتھ جنت میں داخل ہو گا۔[21]

لَیْلَۃُ الْقَدْر میں مَطْلَعِ الْفَجْر حق | مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

اللہ پاک ہمیں اس ماہ کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔
آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

---

(1) ابن خزیمہ، 3 / 192، حدیث: 1887 (2) ابنِ خزیمہ، 3 / 190، حدیث: 1886 ملخصاً (3) تفسیر نعیمی، 2 / 209 (4) جامع صغیر، ص146، حدیث: 2415 (5) بخاری، 1 / 26، حدیث: 38 (6) در مختار، 2 / 596، 597 ملخصاً (7) در مختار و رد المختار، 2 / 599 (8) فتاویٰ ہندیہ، 1 / 115 (9) در مختار، 2 / 599 (10) فتاویٰ ہندیہ، 1 / 115 (11) فتاویٰ ہندیہ، 1 / 115 (12) بخاری، 2 / 384، حدیث: 3220 (13) الخیرات الحسان، ص50 (14) سیر اعلام النبلاء، 6 / 95 (15) شعب الایمان، 3 / 425، حدیث: 3966 (16) لطائف المعارف، ص259 ملخصاً (17) جواہر خمسہ، ص27 (18) نزہۃ المجالس، 1 / 223 (19) تفسیر روح البیان، 10 / 483 (20) لطائف المعارف، ص235 (21) لطائف اشرفی، 2 / 235

حضور کی اپنی شہزادیوں سے محبت

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ مضمون 33ویں تحریری مقابلے سے منتخب کرکے ضروری ترمیم واضافے کے بعد پیش کیا جارہا ہے)

بنتِ محمد اکرم عطاریہ (اول پوزیشن)
(ایم اے اردو بے نظیر یونیورسٹی گلشنِ معمار کراچی)

دنیاوی طور پر دیکھا جائے تو بیٹیوں سے والدین اور خاندان کو بظاہر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ الٹا ان کی شادی کے کثیر اخراجات کا بوجھ باپ کے کاندھوں پر آپڑتا ہے؛ اسی لئے بعض نادان بیٹیوں کی ولادت پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور اس کی والدہ کو طعنے دیئے جاتے ہیں۔ دورِ جاہلیت میں بھی بیٹی پر ظلم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے اور ان کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا حالانکہ بیٹی کی پیدائش پر مختلف خوش خبریوں سے نوازا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اسے تکلیف نہ دے، نہ اسے برا جانے اور نہ بیٹے کو بیٹی پر ترجیح دے تو اللہ پاک اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔[1]

اسی طرح حضرت نُبیط بن شَریط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیٹیوں کو برا مت کہو! میں بھی بیٹیوں والا ہوں۔ بے شک بیٹیاں تو بہت محبت کرنے والیاں، غمگسار اور بہت زیادہ مہربان ہوتی ہیں۔[2]

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بیٹیوں سے محبت کرنے کی نہ صرف تعلیمات ارشاد فرمائیں بلکہ عملاً بھی اس کی مثالیں قائم کیں، چند مثالیں ملاحظہ کیجئے:

1-حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے محبت

حضرت زینب رضی اللہ عنہا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سب سے بڑی شہزادی ہیں جو اعلانِ نبوت سے دس سال پہلے مکہ شریف میں پیدا ہوئیں۔ جنگِ بدر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں مدینہ شریف بلا لیا۔ جب یہ ہجرت کے ارادے سے اونٹ پر سوار ہو کر مکے سے باہر نکلنے لگیں تو کافروں نے ان کا راستہ روک لیا اور ایک ظالم نے نیزہ مار کر ان کو اونٹ سے زمین پر گرا دیا جس کی وجہ سے ان کا حمل ضائع ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اس واقعہ سے بہت صدمہ ہوا۔ چنانچہ ان کے فضائل میں ارشاد فرمایا: یہ میری بیٹیوں میں اس اعتبار سے فضیلت والی ہے کہ میری طرف ہجرت کرنے میں اتنی بڑی مصیبت اٹھائی۔[3]

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے راہِ خدا میں ہجرت کی اور اس دوران جو تکلیف اٹھائی اس کا اثر بہت دیر تک رہا یہاں تک کہ اسی تکلیف میں آپ کی وفات ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اپنی پیاری بیٹی کی وفات سے غم پہنچا، چنانچہ آپ نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی، کفن کے لئے اپنا تہبند شریف دیا اور خود اپنے مبارک ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔[4] حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم قبر سے باہر تشریف لائے تو چہرۂ مبارک پر پریشانی اور غم کے آثار تھے، پوچھنے پر ارشاد فرمایا: مجھے قبر کا دبانا اور موت کی شدت یاد

آ گئی، لہٰذا میں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ میری بیٹی پر آسانی ہو، بے شک میری یہ بیٹی لمبا عرصہ بیمار رہی ہے۔ [5]

ان روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اپنی بیٹی سے کس قدر محبت تھی!

2-حضرت رُقیّہ رضی اللہ عنہا سے محبت آپ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دوسری بیٹی ہیں۔ آپ اعلانِ نبوت سے سات سال پہلے مکے میں پیدا ہوئیں۔ آپ سے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بہت محبت فرمایا کرتے اور آپ کو اپنی توجہ میں رکھتے، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ایک دن نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو رکابی میں گوشت دے کر ان کے ہاں بھیجا، جب وہ واپس آئے تو آپ نے ان کے سامنے سیدہ رُقیّہ اور ان کے شوہر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہما کا ذکر بڑے ہی اچھے انداز میں فرمایا۔ [6]

جب حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت رُقیّہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، ان کی حبشہ روانگی کے بعد کچھ دن تک خیریت معلوم نہ ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فکر مند ہوئے لیکن جب ان کی خیریت کی خبر سنی تو یوں دعا دی: اللہ پاک ان دونوں کی حفاظت فرمائے۔ [7]

3-حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے محبت حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت رُقیّہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی تھیں اور اعلانِ نبوت سے پہلے مکے میں پیدا ہوئیں اور شعبان 9ھ میں وفات پائی اور اللہ پاک کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ [8] آپ کا مزار جنت البقیع میں ہے۔

4-خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے محبت آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سب سے چھوٹی مگر سب سے پیاری اور لاڈلی شہزادی ہیں۔ آپ جب بھی اپنے والدِ محترم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑتے اور اسے بوسہ دیتے، پھر انہیں اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے۔ [9]

حضرت عبدُ اللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات فرماتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے آپ سے ملاقات فرماتے۔ [10]

اللہ پاک کے سب سے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم جنتیوں یا مومنین کی عورتوں کی سردار ہو! [11] مزید فرمایا: فاطمہ میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے، جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ [12]

الغرض حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اپنی تمام شہزادیوں سے بے پناہ محبت تھی اور آپ نے ان کی ہر طرح سے تعلیم و تربیت فرمائی۔ نیز بیٹیوں کی تعلیم و تربیت اور حُسنِ اخلاق کے بارے میں جو خوشخبریاں دیں اسے عملاً بھی کر کے دکھایا۔

مصطفےٰ کی بیٹیوں پر گفتگو ہم کیا کریں | رحمت و فضلِ خدا ہیں مصطفےٰ کی بیٹیاں

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں بیٹیوں کے جائز اور شرعی حقوق ادا کرنے کی توفیق دے تاکہ یہ معاشرے میں کیے جانے والے غیر مناسب سلوک سے محفوظ رہ سکیں۔

اٰمین بجاہِ النّبیِّ الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

1 مستدرک، 5/248، حدیث: 7428
2 مسند فردوس، 5/37، حدیث: 7385
3 دلائل النبوۃ للبیہقی، 3/156
4 شرح زرقانی، 4/318
5 علل دار قطنی، 12/251، حدیث: 2679
6 معجم کبیر، 1/76، حدیث: 97 ملتقطاً
7 مطالب عالیہ، 8/377، حدیث: 3917 ملتقطاً
8 شرح زرقانی علی مواہب لدنیہ 4/325، 327 ملتقطاً
9 ابو داود، 4/454، حدیث: 5217
10 مستدرک، 4/141، حدیث: 4792
11 بخاری، 2/508، حدیث: 3624
12 بخاری، 2/550، حدیث: 3767

(قسط 3)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات و عجائبات

گزشتہ سے پیوستہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات و عجائبات کا ذکر جاری ہے۔ پچھلی قسط میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے محل میں پہنچنے تک ذکر ہوا، اس قسط میں اس کے بعد کے عجائبات ذکر کئے جائیں گے:

فرعون کے محل میں پرورش کے دوران ظاہر ہونے والے عجائبات

فرعون کے منہ پر طمانچہ

بچپن میں فرعون کے محل میں قیام کے دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ ایک دن فرعون نے آپ کو گود میں اٹھایا تو آپ نے اس کی داڑھی پکڑ کر زور سے اس کے منہ پر طمانچہ مار دیا، اس پر اسے بہت غصہ آیا اور اس نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا، یہ دیکھ کر حضرت آسیہ بولیں: اے بادشاہ! یہ ابھی بچہ ہے اسے کیا سمجھ؟ اگر تو تجربہ کرنا چاہے تو کر لے۔ چنانچہ اس تجربہ کے لئے ایک طشت میں آگ کے انگارے اور ایک طشت میں سرخ یاقوت آپ کے سامنے پیش کیے گئے۔ آپ نے یاقوت لینا چاہا مگر فرشتے نے آپ کا ہاتھ انگارے پر رکھ دیا اور وہ انگارا آپ کے منہ میں دے دیا جس سے زبان مبارک جل گئی اور لکنت پیدا ہوگئی۔[1]

ایک روایت میں یہ واقعہ یوں بھی مذکور ہے کہ ایک دن آپ فرعون کے پاس چھوٹی ڈنڈی سے کھیل رہے تھے، اچانک آپ نے وہ ڈنڈی فرعون کے سر پر دے ماری، فرعون غضب ناک ہوا اور آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تو حضرت آسیہ نے کہا: اے بادشاہ! غصہ مت کر اور خود کو بدبخت نہ کر! یہ تو چھوٹا بچہ ہے اگر تو چاہے تو اس کو آزما لے، میں تھال میں سونا اور انگارا رکھ دیتی ہوں تو دیکھ لے یہ کس کو اٹھاتا ہے! فرعون اس کے لیے تیار ہو گیا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سونے کی طرف ہاتھ بڑھایا تو فرشتے نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انگارے کی طرف کر دیا، آپ نے وہ انگارا اٹھا کر منہ میں رکھ لیا جب جلن محسوس ہوئی تو اسے پھینک دیا، یوں فرعون اپنے ناپاک ارادے سے باز رہا۔[2] مگر اس نے آپ کو اپنے گھر اور شہر سے نکال دیا۔ چنانچہ آپ جوان ہونے تک اس شہر میں داخل نہ ہوئے۔[3] شاید یہی وجہ ہے کہ فرعون کے محل میں قیام کے دوران سے آپ کے جوان ہونے تک سوائے اس کے اور کسی واقعہ کا ذکر نہیں ملتا۔

فرعون سے تعلق ختم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر 30 سال سے زیادہ ہو گئی تو اللہ پاک نے آپ کو علم و حکمت سے نوازا۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ فرعون خدا بن کر بیٹھا ہے اور لوگوں سے اپنی عبادت کرواتا ہے، تو آپ نے اپنے علم و حکمت کی روشنی میں حق کو پھیلانا اور فرعونیوں کی گمراہیوں کا رد کرنا شروع کر دیا، جس کے نتیجے میں تعلق توڑنے تک کی نوبت آ پہنچی اور آپ کو مجرم اور باغی سمجھا جانے لگا، فرعونی آپ کی تلاش میں تھے، ان کے شر سے بچنے کے لیے آپ چھپ گئے اور اگر کسی ضروری کام سے بستی میں آنا پڑتا تو ایسے وقت شہر میں داخل ہوتے جب وہاں کے باشندے غفلت میں ہوتے۔[4]

ایک گھونسے سے قبطی کی ہلاکت ایک مرتبہ آپ شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ دو شخص لڑ رہے ہیں، ان میں سے ایک بنی اسرائیل سے اور دوسرا فرعون کی قوم قبط سے تھا، قبطی

فرعون کا نانبائی تھا اور وہ اسرائیلی کو اس بات پر مجبور کر رہا تھا کہ وہ لکڑیوں کا انبار لاد کر فرعون کے کچن میں لے جائے، اسرائیلی نے جب آپ کو دیکھا تو مدد کے لیے پکارا، آپ نے قبطی کو سمجھایا کہ اسے چھوڑ دے مگر وہ نہ مانا اور آپ سے بھی بدزبانی کرنے لگا، آپ چونکہ بھاری قد و قامت والے اور بہت طاقتور تھے لہٰذا بیچ بچاؤ کراتے ہوئے آپ نے بھی ایک گھونسا مار دیا جس سے وہ قبطی فوراً ہی مر گیا، حالانکہ آپ کا ارادہ قتل کا نہیں تھا، بہر حال آپ نے اسے ریت میں دفن کر دیا اور اسے ایک شیطانی عمل قرار دیا۔[5]

عصمتِ انبیا سے متعلق ہمارا عقیدہ اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمان ہمیشہ یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام کبیرہ گناہوں سے مطلقاً اور گناہِ صغیرہ کے عمداً ارتکاب، اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعثِ نفرت ہو اور مخلوقِ خدا ان کے باعث اُن سے دور بھاگے، نیز ایسے افعال سے جو وجاہت و مروت اور معززین کی شان و مرتبہ کے خلاف ہیں قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں۔[6] لہٰذا مذکورہ واقعے کو عصمتِ انبیا کے خلاف ہر گز قرار نہیں دیا جا سکتا، جیسا کہ قاضی ثناءُ اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبطی کو گھونسا مارنا اسے ہلاک کرنے کے ارادے سے نہ تھا بلکہ اسے ادب و اخلاق سکھانے کے لیے تھا اور اس میں کوئی حرج نہیں، رہی بات یہ کہ آپ نے اسے شیطانی عمل کیوں قرار دیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت آپ کو کافروں کے قتل کرنے کا حکم نہیں تھا اور ان لوگوں کے اندر آپ محفوظ بھی تھے، لہٰذا ان میں سے کسی کو اچانک قتل کر دینا آپ کے لئے جائز نہ تھا، لیکن یہ قتل چونکہ خطاءً تھا، جان بوجھ کر نہ تھا اس لئے حضرت موسیٰ نے اس عمل کو شیطانی حرکت شمار کیا اور ظلم سمجھا اور پھر استغفار کیا، نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بارگاہِ الٰہی میں یہ عرض کرنا: اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا! یہ بطورِ عاجزی و انکساری تھا، اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ مقرب بندوں میں سے ہیں اور اہلِ قرب کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ حقیر سی لغزش کو بھی عظیم گناہ جانتے ہیں۔ کتنی خوبصورت کہاوت ہے کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ یعنی نیکوکاروں کی نیکیاں بھی مقربین کے حق میں گناہ شمار ہوتی ہیں، لہٰذا اگر ان سے ادنیٰ سی غلطی بھی ہو جائے تو وہ اس کو گناہِ کبیرہ سمجھتے ہیں اور پھر استغفار کرتے ہیں۔[7]

بہر حال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شہر میں ڈرتے ہوئے رات گزاری کہ نجانے اس معاملے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے، وہاں فرعون کو بھی اطلاع مل چکی تھی کہ بنی اسرائیل کے کسی شخص نے ہمارا آدمی مار ڈالا ہے، فرعون نے قاتل اور گواہوں کو تلاش کرنے کا حکم دیا، فرعونیوں نے تلاش کیا مگر کوئی ثبوت نہ ملا، دوسرے دن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نکلے تو دیکھا کہ وہی اسرائیلی پھر کسی فرعونی سے لڑ رہا ہے، اس نے آپ سے مدد چاہی، آپ نے فرمایا: اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ۝ (پ20، القصص: 18) ترجمہ: بیشک تو ضرور کھلا گمراہ ہے۔ یعنی تو روز لوگوں سے لڑتا ہے، خود کو بھی مصیبت میں ڈالتا ہے اور اپنے مددگاروں کو بھی، پھر آپ کو اس پر رحم آیا اور آپ اسے دوبارہ فرعونی سے بچانے کے لیے آگے بڑھے تو اسرائیلی سمجھا کہ شاید آپ مجھ سے خفا ہیں اور مجھے پکڑنا چاہتے ہیں، لہٰذا وہ بولا: یٰمُوْسٰۤى اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ﳓ (پ20، القصص: 19) ترجمہ: اے موسیٰ! کیا تم مجھے ویسا ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسا تم نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا۔ فرعونی نے یہ سنا تو فوراً جا کر فرعون کو اطلاع دی کہ کل کے مقتول کے قاتل حضرت موسیٰ ہیں، فرعونی جو پہلے ہی آپ کے تعاقب میں تھے، یہ سن کر مزید برہم ہو گئے اور فرعون نے آپ کے قتل کا حکم دے دیا۔[8]

جب فرعون کے اس حکم کے متعلق فرعون کے چچا زاد بھائی حزقیل بن صبورا[9] کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت موسیٰ سے بھاگ جانے کے لئے کہا، اسے قرآنِ کریم نے کچھ یوں

بیان کیا ہے: اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ (۲۰) (پ20، القصص:20) ترجمہ: بیشک دربار والے آپ کے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں تو آپ نکل جائیں۔ بیشک میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ چنانچہ آپ نے مدین کی طرف ہجرت کا ارادہ فرمایا، مدین کا راستہ آپ کو معلوم تھا نہ پاس کوئی سواری تھی اور نہ سامانِ سفر۔ راستے میں درختوں کے پتوں اور زمین کے سبزے کے سوا خوراک کی اور کوئی چیز نہ ملتی تھی، جب آپ نے مدین کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو کہا: عَسٰى رَبِّیْۤ اَنْ یَّهْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ (۲۲) (پ20، القصص: 22) ترجمہ: عنقریب میرا رب مجھے سیدھا راستہ بتائے گا۔ چنانچہ اللہ پاک نے ایک فرشتہ بھیجا جو آپ کو مدین تک لے گیا۔[10]

دخترانِ شعیب کی مدد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے ہجرت کر کے تھکے ماندے مدین شہر کے باہر ایک کنویں پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں مگر دو خواتین ایک طرف کھڑی ہو کر اپنے ریوڑ کو سنبھال رہی ہیں تا کہ بھیڑ بکریاں منتشر نہ ہوں، آپ نے ان سے یوں دور کھڑے ہونے کی وجہ پوچھی تو وہ بولیں: ہمارے والد بوڑھے ہیں، وہ یہ کام نہیں کر سکتے اس لیے جانوروں کو پانی پلانے ہمیں آنا پڑتا ہے، مگر ان لوگوں کی بھیڑ میں گھس کر اپنے جانوروں کو پانی پلانا ہمارے لئے ممکن نہیں، لہٰذا ہم اس انتظار میں ہیں کہ سب لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جائیں تو ہم بھی اپنے ریوڑ کو پانی پلائیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طبعی شرافت گوارا نہ کر سکی کہ عورتیں یونہی کھڑی رہیں اور دوسرے لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلاتے رہیں۔ لہٰذا قریب ہی دوسرا کنواں موجود تھا جس پر بہت بھاری پتھر رکھا ہوا تھا، اسے بہت سارے آدمی مل کر ہی ہٹا سکتے تھے مگر آپ نے اکیلے ہی اسے ہٹایا اور ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔

یہ دونوں خواتین اللہ کے پیارے نبی حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں تھیں، جب وہ گھر پہنچیں اور انہوں نے اپنے والد کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات اور ان کی شرافت و احسان کے بارے میں بتایا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں بلانے کے لیے اپنی ایک بیٹی کو بھیجا جو اپنا چہرہ آستین سے ڈھانپے، جسم چھپائے شرم سے چلتی ہوئی آئیں (ان کا یوں آنا اور شرم و حیا اور پردے کا خیال رکھنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ پردے کا اہتمام پہلے زمانے میں بھی شریف لوگوں کا خاصہ رہا ہے) اور آپ کو اپنے والد کا پیغام پہنچایا۔ آپ حضرت شعیب کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے یہاں کھانا تناول فرمایا، ان کو اپنی قوم کے احوال سنائے اور ایک طویل عرصے تک ان کی صحبت میں رہے، پھر ایک معاہدے کی تکمیل کے بعد حضرت شعیب نے اپنی ایک صاحبزادی صفورا کا نکاح آپ سے کروا دیا۔[11]

(حضرت صفورا کا تفصیلی ذکر پڑھنے کے لیے ماہنامہ خواتین کے ستمبر 2022 کے شمارہ میں سلسلہ ازواجِ انبیا کے مضمون کا مطالعہ کیجیے)

حضرت شعیب علیہ السلام نے جس معاہدے پر اپنی بیٹی کا نکاح کیا وہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام 8 سال تک ان کے پاس ملازمت کریں اور ان کی بکریاں چرایا کریں گے، جب یہ معاہدہ طے ہو چکا تو حضرت شعیب نے اپنی صاحبزادی کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسیٰ کو ایک عصا دیں جس سے وہ بکریوں کی نگہبانی کریں، حضرت شعیب کے پاس کئی انبیائے کرام کے عصا موجود تھے، صاحبزادی کا ہاتھ حضرت آدم علیہ السلام کے عصا پر پڑا جو آپ جنت سے اپنے ساتھ لائے تھے اور وہ دیگر انبیائے کرام کی وراثت میں ہوتا ہوا حضرت شعیب تک پہنچا تھا، حضرت شعیب نے یہ عصا حضرت موسیٰ کو دے دیا۔[12]

(یہ سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ اگلی قسطوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نبی بننے کے بعد کے معجزات و عجائبات بیان ہوں گے۔)

---

1 تفسیر بغوی، 3/182 2 مستدرک، 3/458، حدیث: 4150 3 تفسیر طبری، 10/43، رقم: 27254 4 تفسیر نسفی، ص863، 864 ماخوذاً 5 تفسیر خازن، 3/427 6 فتاویٰ رضویہ، 29/360 7 تفسیر مظہری، 7/159 ملخصاً 8 تفسیر خازن، 3/428 مفہوماً 9 تفسیر قرطبی، 7/201 10 تفسیر جلالین، ص328 11 تفسیر خازن، 3/429، 430 ملخصاً 12 تفسیر خازن، 3/431

اعتکاف

اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ ملیر کراچی

اُمُّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم رمضانُ المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے یہاں تک کہ اللہ پاک نے آپ کو وفات (ظاہری) عطا فرمائی۔ پھر آپ کے بعد آپ کی پاک بیویاں اعتکاف کرتی رہیں۔[1]

یقیناً ہر مسلمان خاتون اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور آپ کی پاک بیویوں سے محبت کا دعویٰ کرتی ہے؛ لہٰذا ہمیں بھی حضور کی سنت اور آپ کی پاک بیویوں کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے اعتکاف کی سعادت ضرور حاصل کرنی چاہیے۔ خواتین کو چونکہ مسجدِ بیت میں اعتکاف کرنا ہوتا ہے جس میں ایک طرح سے قبر کی بھی یاد ہے کہ ہر طرح کی رونق سے کٹ کر دس دن کونے میں بیٹھنا گوارا گزر رہا ہے تو ناراضیِ خدا و مصطفےٰ کی صورت میں تنہا قبر میں ایک طویل عرصہ کس طرح گزارا ہوگا! کیا عجب کہ اللہ پاک اس اعتکاف کی برکت اور اپنی رحمت سے ہماری قبر تاحدِ نظر وسیع کر کے نورِ مصطفےٰ سے روشن فرمادے۔ لہٰذا ہر عورت کو زندگی میں کم از کم ایک بار تو یہ سعادت حاصل کر ہی لینا چاہیے۔

البتہ! یہ یاد رہے کہ اعتکاف خواہ واجب ہو یا سنت و نفل، خواتین کو مسجدِ بیت ہی میں کرنا ہوتا ہے یعنی گھر میں جو جگہ نماز کے لیے مقرر ہو اسے مسجدُ البیت کہتے ہیں۔[2] عورت کے لئے یہ مستحب بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لئے کوئی جگہ مقرر کرلے اور چاہیے کہ اس جگہ کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ کہ اس جگہ کو چبوترہ وغیرہ کی طرح بلند کرلے۔[3] اگر عورت نے نماز کے لئے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی تو گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی، ہاں اگر اُس وقت یعنی جب اعتکاف کا ارادہ کیا، کسی جگہ کو نماز کے لئے خاص کر لیا تو اب اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔[4] نیز مسجدِ بیت کے لئے مکمل کمرہ مخصوص کر لینا ضروری نہیں، کسی کمرے میں تھوڑی سی جگہ بھی اگر فکس کر لی تو کافی ہے، اس کی الگ سے تعمیر وغیرہ بھی ضروری نہیں۔[5] نیز کرائے کے مکان میں بھی اگر نماز کے لیے کسی حصے کو مخصوص کرنے کی نیت کی تو یہ جگہ اُس کے لیے مسجدِ بیت ہوگئی، وہاں اعتکاف کر سکتی ہے۔ مسجدِ بیت کے لیے ہر ایک کو الگ الگ نیت کرنے کی حاجت نہیں ہے بلکہ جس جگہ کو گھر والوں نے نماز وغیرہ کے لیے مخصوص کر لیا اور اسے پاک صاف رکھا جاتا ہے اور اسے مسجدِ بیت سمجھا جاتا ہے تو وہ سبھی کے حق میں مسجدِ بیت ہوجائے گی اور یہاں جب بھی کوئی عورت جائے تو نفل اعتکاف کی نیت کر لے، جب تک وہاں ہوگی ان شاء اللہ نفل اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ فتاویٰ شامی میں ہے: اگر عورت مسجدِ بیت سے نکلے اگرچہ اپنے گھر کی طرف تو اس کا اعتکاف اگر واجب ہوا تو ٹوٹ جائے گا اور نفل ہوا تو ختم ہوجائے گا۔[6]

اعتکاف کے شرعی مسائل سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب **فیضانِ رمضان** اور رسالہ **گھریلو مسجد بنانا سنت ہے**، کا مطالعہ کیجئے۔ مزید کوئی الجھن ہو تو دارُ الافتاء اہلِ سنت سے رابطہ کر کے معلومات حاصل کیجئے۔ اللہ پاک ہمیں اعتکاف کی سعادت نصیب فرمائے اور اسے اپنی پاک بارگاہ میں قبول بھی فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) بخاری، 1/664، حدیث:2026 (2) فتاویٰ رضویہ، 22/479 (3) بہارِ شریعت، 2/1021، حصہ:5 ملخصاً (4) در مختار مع رد المحتار، 3/494 (5) فیضانِ نماز، ص 532 (6) رد المحتار، 3/501

شرح سلام رضا

بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان) گوجرہ منڈی بہاؤالدین

قطبِ ابدال و اِرشاد و رُشدُ الرَّشاد
مُحیِ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی **رشد الرشاد:** ہدایت کے پیشوا۔ **محی:** زندہ کرنے والے۔

مفہومِ شعر ولایت کے تمام مراتبِ عالیہ کے حامل، ابدال و ارشاد کے قطب، ہدایت کے پیشوا اور دین وملت کو زندہ کرنے والے حضور غوثِ اعظم پر لاکھوں سلام۔

شرح اولیاء اللہ دو طرح کے ہوتے ہیں: (1) جو فرائض و نوافل اور اطاعتِ خدا و مصطفےٰ کے ذریعے رب کا قرب حاصل کرتے ہیں، یہ حضور کی امت میں بے شمار ہیں، بلکہ جہاں 40 نیک مسلمان جمع ہوں وہاں ایک دو ولی ضرور ہوتے ہیں، بسا اوقات تو خود ان کو اپنی ولایت کا علم بھی نہیں ہوتا، (2) وہ اولیا کہ جنہیں نہ صرف اپنی ولایت کا ادراک ہوتا ہے بلکہ انہیں دنیا پر تصرف کا اختیار بھی ہوتا ہے، پہلی قسم کی ولایت تشریعی اور دوسری تکوینی کہلاتی ہے، تکوینی اولیا کی تعداد مخصوص ہے، غوث، قطب اور ابدال وغیرہ اسی کی اقسام ہیں۔[1] حضور غوثِ پاک ولایت کے ان تمام مراتب و اقسام کے جامع ہیں۔ آپ نے دینِ اسلام کی وہ خدمت کی کہ محی الدین (یعنی دین کو زندہ کرنے والے) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ نے اس لقب کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ 511 ھ میں بغداد کی طرف آتے ہوئے راستے میں مجھے ایک بیمار اور کمزور شخص ملا جس نے میرا نام لے کر سلام کیا اور قریب آنے کو کہا، جب میں قریب ہوا تو اس نے مجھ سے سہارا طلب کیا، میں نے سہارا دیا تو دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم صحت مند ہونے لگا، پھر اس نے بتایا: میں دینِ اسلام ہوں، قریب الموت ہو گیا تھا، اللہ پاک نے آپ کی وجہ سے مجھے زندگی دی اور آپ محی الدین ہیں۔ اس کے بعد میں جامع مسجد آیا تو کسی نے مجھے یاسیدی محی الدین کہہ کر پکارا، نماز سے فارغ ہوا تو لوگ ہر طرف سے آنے لگے، میرا ہاتھ چومتے اور مجھے محی الدین کہتے، اس سے پہلے مجھے کسی نے محی الدین نہیں کہا تھا۔[2]

158

مردِ خیلِ طریقت پہ بے حد درود
فَردِ اہلِ حقیقت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی **مردِ خیلِ طریقت:** طریقت کے سربراہ۔ **فردِ اہلِ حقیقت:** اہلِ حقیقت کے سردار۔

مفہومِ شعر اہلِ طریقت کے سربراہ اور حقیقت و معرفت میں بے مثل و مثال یعنی سرکارِ غوثِ اعظم پر لاکھوں درود و سلام۔

شرح حضور غوثِ اعظم طریقت پر چلنے والوں میں سب سے کامل و اکمل اور معرفتِ ربانی میں منفرد ہیں، طریقت و معرفت میں آپ کا کوئی ثانی نہیں آپ بادشاہ ہیں، جیسا کہ منقول ہے: آپ کے زمانے میں ایک بزرگ نے ایک روز منبر پر ایک ایسا دعویٰ کیا جو وہاں موجود حضور غوثِ پاک کے ایک مرید کو اچھا نہ لگا کہ آپ پر کوئی اپنی فضیلت بیان کرے تو اس بزرگ نے اس مرید کو سر سے پاؤں تک کئی بار دیکھا اور پایا کہ اس کے جسم کا کوئی رونگٹا رحمتِ الٰہی سے خالی نہیں، لہٰذا اس مرید کے پیر کے متعلق جاننے کے لئے اپنے دو مریدوں کو بغداد شریف بھیجا کہ حضور غوثِ پاک سے جا کر عرض کریں: میں

40 سال سے قربِ الٰہی میں ہوں آپ کو آتے دیکھا نہ جاتے! یہ دونوں مرید ادھر سے چلے اُدھر غوثِ پاک نے اپنے دو مریدوں کو ان کی طرف یہ ارشاد فرما کر بھیجا کہ جو صحن میں ہو وہ دالان والے کو کیسے دیکھ سکتا ہے! اور جو دالان میں ہو وہ اندر والے کو کیسے دیکھ سکتا ہے! اور جو اس سے بھی اندر خاص جگہ میں ہو، میں اس خاص مقام میں ہوں اور اس کی نشانی یہ ہے کہ فلاں رات 12 اولیا کو لباس عطا ہوئے تھے، یاد کرو کہ تم کو جو لباس ملا تھا وہ سبز تھا اور اس پر سونے سے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لکھا تھا، یہ سن کر شیخ عبد الرحمٰن نے سر جھکا لیا اور کہا: شیخ عبد القادر نے سچ فرمایا اور وہ بادشاہِ وقت ہیں۔[3]

159

جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیا
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی **منبر:** جس پہ بیٹھ کر خطبہ دیا جاتا ہے۔

مفہوم شعر اولیاء اللہ کی گردنیں جس قدم کے لیے منبر بنیں اس قدم کی عزت و کرامت پر لاکھوں سلام۔

شرح حضور غوثِ اعظم طریقت و حقیقت میں اتنے بلند مقام پر فائز ہیں کہ آپ کا قدم مبارک اولیا کی گردنوں پر ہے، جیسا کہ منقول ہے کہ بغداد میں حضور غوثِ اعظم کی مجلس میں عراق کے اکثر مشائخ حاضر تھے اور آپ وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک آپ پر مخصوص کیفیت طاری ہوئی اور آپ نے فرمایا: میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ تو یہ سن کر حضرت شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور منبر شریف کے پاس جا کر آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ بعد ازیں (یعنی ان کے بعد) تمام حاضرین نے آگے بڑھ کر اپنی گردنیں جھکا دیں۔[4]

حضور غوثِ پاک کا قدم قیامت تک آنے والے تمام اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے۔[5] اور اتنا بڑا دعویٰ آپ سے پہلے کبھی کسی بزرگ نے نہیں کیا، یہ وہی کر سکتا ہے جسے غیبی تائید حاصل ہو، حضور غوثِ پاک کو خدائے رحمٰن کی طرف سے قطبیتِ کبریٰ کے اعلیٰ منصب پر فائز کر کے یہ اعلان کرنے کا الہام کیا گیا تھا تاکہ دنیا کے ہر کونے میں موجود ہر ولی، قطب، ابدال اور غوث آپ کی ولایت کو تسلیم کر کے سر جھکا لے۔ جیسا کہ امام ابنِ حجر مکی شافعی فرماتے ہیں: کبھی اولیائے کرام کو کلماتِ بلند (بڑی بڑی باتیں) کہنے کا حکم دیا جاتا ہے تاکہ جو ان کے بلند مقامات سے ناواقف ہے اسے پتا چلے یا شکرِ الٰہی اور اس کی نعمت کا اظہار کرنے کے لئے، جیسا کہ حضور غوثِ اعظم کے لئے ہوا کہ انہوں نے اپنے بیان میں اچانک فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے، فوراً تمام دنیا کے اولیا نے قبول کیا اور ایک گروہ نے روایت کیا ہے کہ سب اولیائے جِنّ نے بھی سر جھکا دیئے۔[6]

160

شاہِ برکات و برکاتِ پیشینیاں
نو بہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی **برکاتِ پیشینیاں:** اسلاف کی برکات۔

مفہوم شعر سید برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ بزرگوں کے فیوض و برکات کے مظہر اور باغِ طریقت میں ایک نئی روح پھونکنے والے ہیں، آپ کی ذات با برکات پر لاکھوں سلام۔

شرح حضور غوثِ اعظم کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے بعد اب اعلیٰ حضرت اپنے مشائخ کی خدمت میں سلام عرض کر رہے ہیں، جن میں سے صاحب البرکات و سلطان العاشقین سید برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ آپ 26 جمادی الثانی 1070ھ بمطابق مارچ 1660 کو بلگرام (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ سے اکتسابِ فیض کیا اور آپ تمام علومِ ظاہر و باطن کے جامع تھے۔

---

[1] مراۃ المناجیح، 8/584 [2] بہجۃ الاسرار، ص 109 [3] بہجۃ الاسرار، ص 60، 61
[4] بہجۃ الاسرار، ص 23 [5] مراۃ المناجیح، 8/268 ملخصاً [6] فتاویٰ حدیثیہ، ص 414

مدنی مذاکرہ

رمضان کی مبارکباد کب دینی چاہیے؟

سوال: رمضان المبارک کی مبارکباد چاند نظر آنے سے پہلے دینی چاہیے یا بعد میں؟ نیز یہ مبارکباد دینے اور اس پر خوش ہونے کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: ایڈوانس میں مبارکباد دینا بھی جائز ہے اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے، چاند نظر آنے کے بعد بھی مبارک باد دے سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس مبارک یعنی برکت والا مہینا تشریف لایا۔[1] اس حدیثِ پاک سے حکیم الامّت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے کہ رمضان المبارک کی آمد پر خوش ہونا اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینا سنّت ہے اور جس کی آمد پر خوش ہوا جائے اس کے جانے پر غم بھی ہونا چاہیے۔ دیکھو نکاح ختم ہونے پر عورت کو شرعاً غم لازم ہے اسی لیے اکثر مسلمان جمعۃ الوداع کو مغموم اور چشم پر نم ہوتے ہیں یعنی غمگین اور رو رہے ہوتے ہیں اور خطبا یعنی خطیب صاحبان اس دن دعائیہ کلمات کہتے ہیں یعنی الوداع ماہِ رمضان سے متعلق کچھ جملے کہتے ہیں تاکہ مسلمان بقیہ گھڑیوں کو غنیمت جان کر نیکیوں میں زیادہ کوشش کریں[2]۔[3]

سحری کی غذا جس سے بھوک پیاس کم لگے؟

سوال: جس کو روزے میں پیاس اور بھوک زیادہ لگتی ہو وہ سحری میں کون سا سالن استعمال کرے کہ جس سے اسے بھوک اور پیاس کم لگے؟

جواب: ہمارے یہاں سحری میں قورمہ روٹی، پھینیاں، کھجلے اور نہ جانے کیا کیا ثقیل اور وزن دار غذائیں کھائی جاتی ہیں سحری کے Item میں تلا ہوا انڈہ اس کے ساتھ پراٹھا لازمی ہے پھر ٹھنڈی ٹھنڈی بوتلیں پینا بھی ضروری ہے چاہے وہ انسولین کے انجکشن لے رہے ہوں، جب یہ چیزیں کھائی جائیں گی تو ظاہر ہے پیاس تو لگے گی بلکہ پیٹ بھی احتجاج کر سکتا ہے، اس کے باوجود سحری تگڑی ہی کریں گے۔ مکتبۃ المدینہ کے رسالے ”گرمی سے حفاظت کے مدنی پھول“ صفحہ نمبر 8 پر ہے: سحری میں درمیانی سائز کی تن دوری روٹی آدھی (اگر گھریلو چھوٹی چپاتی ہو تو حسبِ ضرورت ایک یا دو عدد) اور دہی کے اندر کم مقدار میں چینی اور بہتر ہے کہ براؤن شوگر شامل کر کے استعمال کر لیجئے، اگر موافق ہو تو بے شک آدھ کلو دہی کھا لیجئے۔ افطار میں کم از کم تین کھجوریں اور کچھ پھل، مغرب و عشا کے درمیان سادہ سالن کے ساتھ روٹی (سحری والی مقدار میں) کھایئے۔ ان شاء اللہ سارا ماہ رمضان المبارک صحت مند رہیں گے اور نمازِ تراویح، تلاوت و عبادت میں دل لگے گا۔[4]

رمضان المبارک میں کتنی بار قرآن ختم کیا جائے؟

سوال: رمضان المبارک میں کتنی مرتبہ قرآن پاک ختم کرنا چاہیے؟

جواب: تراویح میں ایک بار قرآن پاک ختم کرنا سنّت ہے۔[5] اس کے علاوہ جتنی توفیق ملے اتنا پڑھا جائے کہ ثواب کا کام ہے اور افضل ہے۔ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک قرآن دن میں ایک قرآن رات میں اور ایک قرآن پورے مہینے کی تراویح میں ختم فرمایا کرتے تھے۔ یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ

رمضان المبارک میں 61 قرآن پاک ختم فرماتے تھے[6]۔[7]

روزے کی حالت میں انجکشن لگوانے کا شرعی حکم

سوال: روزے کی حالت میں انجکشن لگانے سے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: روزے میں انجکشن لگوانا جائز ہے، گوشت میں بھی لگوا سکتے ہیں اور نس میں بھی۔[8]

کیا آنکھ میں Drops ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

سوال: روزے کی حالت میں آنکھوں میں Drops ڈالنے کا کیا حکم ہے، کیا اس میں علما کا اختلاف بھی ہے؟

جواب: جدید تحقیق یہ ہے کہ آنکھ میں منفذ یعنی سوراخ ہے جو حلق تک جاتا ہے لہٰذا آنکھ میں Drops ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ پہلے تحقیق یہ تھی کہ آنکھ میں منفذ یعنی سوراخ نہیں ہے اور اب تحقیق یہ ہے کہ آنکھ میں منفذ ہے۔ بہر حال اب تحقیق یہی ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔

کیا کان میں Drops ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

سوال: روزے کی حالت میں کان میں Drops ڈالنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جدید تحقیق یہی ہے کہ کان میں سوراخ نہیں ہے لہٰذا Drops ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

روزے کی نورانیت ختم کرنے والے اعمال

سوال: کیا غیبت، جھوٹ اور چغلی سے روزے پر کوئی اثر پڑتا ہے؟

جواب: ان افعال کے ارتکاب سے روزے کی نورانیت چلی جاتی ہے۔ یہ افعال از خود حرام اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں، روزے کے علاوہ بھی ان سے بچا جائے اور روزے کی حالت میں یہ خطرناک حد تک برے ہیں۔[9]

پانی سے افطاری کرنا بہتر ہے

سوال: افطاری پانی سے کی جائے یا کھجور سے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ افطار کے وقت بندہ صرف پانی پی لے ورنہ تو رمضان المبارک کی مغرب کی نماز میں اکثر کے منہ غذائی ذرّات سے بھرے ہوتے ہوں گے۔ یہ بات تو سب کو معلوم ہوتی ہے کہ کھجور سے افطار کرنا سنّت ہے[10] مگر یہ بھی پتا ہونا چاہیے کہ کھجور یا اس کی مٹھاس منہ میں رکھ کر نماز پڑھنا سنّت نہیں ہے۔ نماز پڑھتے وقت کھجور کا اثر یا غذا کا کوئی ذرّہ منہ میں نہیں ہونا چاہیے کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ جلد 1 صفحہ 839 پر حدیث شریف نقل کی ہے: نمازی کے منہ میں کھانے وغیرہ کا کوئی ذرّہ ہو تو فرشتوں کو اس سے اتنی ایذا ہوتی ہے کہ کسی دوسری چیز سے اتنی ایذا نہیں ہوتی۔[11] عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ میں پانی اور کیلے افطاری کے لیے دیئے جاتے ہیں مگر کیلے کے ذرّات بھی منہ میں پھنس جاتے ہوں گے اسی وجہ سے میں اس وقت کیلا بھی نہیں کھاتا تاکہ کوئی ذرّہ منہ میں نہ رہ جائے۔ روزہ کھولنے کے لیے سب سے بہترین چیز پانی ہے کیونکہ پانی منہ میں پھنستا نہیں ہے۔[12]

پچھلے رمضان کا کوئی روزہ باقی ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: پچھلے رمضان کا اگر کوئی روزہ چھوٹ گیا تو اس کا کیا کفارہ ہوگا؟

جواب: اگر پچھلے رمضان کا کوئی روزہ چھوٹ گیا تو اس کی قضا ہوگی۔ ہو سکے تو اگلا رمضان آنے سے پہلے قضا کرلے۔[13] صرف روزہ چھوٹ جانے کی وجہ سے کفارہ لازم نہیں ہوتا، روزے کی قضا لازم ہوتی ہے۔ روزہ رکھ کر توڑنے کی صورت میں کفارہ لازم ہوتا ہے، لیکن کفارہ لازم ہونے کی بھی خاص صورتیں ہیں۔ ہر صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

---

(1) نسائی، ص 355، حدیث: 2103 (2) مراۃ المناجیح، 3/137 (3) ملفوظات امیر اہل سنت، 2/383 (4) ملفوظات امیرِ اہلِ سنت، 2/382 (5) فتاویٰ رضویہ، 7/458 ماخوذاً (6) الخیرات الحسان، ص 50 (7) ملفوظات امیر اہل سنت، 2/379 (8) فتاویٰ فیض الرسول، 1/516 ماخوذاً (9) ملفوظات امیر اہل سنت، 2/378 (10) مراۃ المناجیح، 3/155 ماخوذاً (11) شعب الایمان، 2/381، حدیث: 2117 (12) ملفوظات امیر اہل سنت، 2/377 (13) بہار شریعت، 1/1004، حصہ: 5

عورت کو ایسا ہونا چاہئے!

ایونٹس اور بیٹیوں کے معمولات

اُمِّ میلاد عطاریہ*

فی زمانہ بہت سی ایسی مسلم خواتین جو مغربی تہذیب سے متاثر ہیں وہ شرم وحیا، پردہ داری، رہن سہن اور چال چلن کے متعدد معاملات میں اسلامی طرزِ عمل اپنانے میں شرم و عار محسوس کرتی ہیں مگر جن خواتین کو اسلامی شعور نصیب ہے اور وہ اسلامی معاشرے میں زندگی گزار رہی ہیں یا اسلامی کُتب و رسائل سے شغف (interest) رکھتی ہیں انہیں اسلام کا ہر پہلو شہد وشِیر سے زیادہ شیریں (Sweeter than honey and milk) محسوس ہوتا ہے۔

ایمان اور اللہ رسول سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اسلام کے تمام احکام سمیت پردہ وحیاء کے اسلامی احکامات پر بھی اسی طرح مضبوطی سے عمل کیا جائے جس طرح اوائلِ اسلام کی خواتین نے عمل کیا۔ وہ کس قدر مقدس اور عظیم عورتیں تھیں جنہوں نے اس دنیا کو بہترین علما عطا کئے۔ وہ مائیں وہ بیویاں عظیم ہونگی جنہوں نے اللہ پاک اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احکامات کی اطاعت کر کے خود کو کامیاب بنالیا۔ قوم کو اپنی نیک تربیت سے نیک اور بہادر بیٹے دیئے۔ آج کی عورت کو اگر پردے کی تلقین کریں تو ان کا جواب ہوتا ہے کہ پردہ آنکھوں کا ہوتا ہے۔ ایسی عورتوں کو کس طرح سمجھائیں کہ پردہ کریں گی تو آپ فتنے سے محفوظ رہیں گی۔

بیٹی کو صحیح تربیت دینے اور انہیں معاشرے کا صحیح کردار ادا کرنے کا سبق ماں کی گود سے ہی ملنا چاہئے کیونکہ بیٹی اپنی ماں کی تربیت اور باپ کی نگہبانی سے ہی معاشرے کا اہم ترین جُزو بنتی ہے۔ اِسلام نے عورت کو پردے و حجاب کی صورت میں جو عظمت عطا کی، عہدِ رسالت کی بلند ہمت عورتوں نے اسے اس قدر اپنایا کہ حجاب آزاد مسلمان عورت کی علامت بن گیا۔ پردہ وُہی کرے گی جس کا دل اچّھا اور اللہ پاک کی اطاعت کی طرف مائل ہو گا۔

افسوس! آج کل ایونٹس میں ہماری بیٹیوں کا اوڑھنے پہننے، سج دھج کرنے اور نمود و نمائش وغیرہ میں جو انداز ہے بعض نادان خود اپنی بیٹیوں کو ان ایونٹس پر رسموں کے نام پر ایسا کرنے کو کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی تو رونق ہے، سارا سال باپردہ رہنے والی بیٹی بھی مختلف ایونٹس میں بے پردہ نظر آتی ہے، لباس ایسا ہوتا ہے کہ بدن کے اعضا ظاہر ہوتے ہیں سر سے دوپٹہ بھی غائب ہوتا ہے۔ اللہ رسول کے احکامات کی خلاف ورزی کے بغیر بھی تقریبات انجام دی جاسکتی ہیں جیسا کہ دینی ذہن رکھنے والے محتاط لوگ کرتے ہیں کہ ایونٹس میں لیڈیز کے لئے الگ اور جینٹس کے لئے الگ اہتمام کیا جاتا ہے، بیٹیوں کے لباس پر توجہ دی جاتی ہے دوپٹہ سر پر رہتے ہوئے اچھا اور

باپردہ لباس منتخب کیا جاتا ہے۔ اچھا اور برانڈڈ لباس پہننا منع نہیں بلکہ ہر جائز زینت اپنائی جاسکتی ہے مگر ضروری یہ ہے کہ صنفِ نازک اپنی زینت غیر مردوں پر ظاہر نہ کرے۔

اگر پردے اور رسم ورواج کے معاملے میں معاشرتی رکاوٹ آئے تو ہمیں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ ہم رسم ورواج کے نہیں بلکہ قراٰن وحدیث کے پابند ہیں۔ ہمیں اللہ و رسول کے احکامات ماننے چاہئے اور یہ احکامات جاننے کے لئے ہمیں عُلَمائے کرام کا دامن پکڑنا ہوگا۔ گھر میں خوشی غمی کی کوئی بھی تقریب ہو اُسے شریعت کے مُطابق کرنے کے لئے کسی عاشقِ رسول مُفتیِ اسلام سے راہ نُمائی لی جائے کہ ہمارے ہاں منگنی یا ولیمے کی تقریب ہے اس میں ہمیں کیا کیا اِحتیاطیں کرنی چاہئیں۔ مُعاشرے کو رسم ورَواج چھڑا کر شریعت کا پابند بنانے کے لئے دعوتِ اسلامی کو پروان چڑھانا ہو گا۔ اَلْحمدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی سے وابستہ افراد کا یہ ذہن بنا ہوتا ہے کہ ہمیں شرعی اَحکامات کے مُطابق اپنے مُعاملات انجام دینے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں منگنی اور شادی کے ایونٹس پر مختلف رسومات ادا کرنے کا بہت زیادہ رواج ہے۔ پھر ہر علاقے، ہر قوم اور ہر خاندان کی اپنی مخصوص رسوم ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ رسوم محض عرف کی بنیاد پر ادا کی جاتی ہیں اور کوئی بھی انہیں فرض وواجب تصور نہیں کرتا لہٰذا جب تک کسی رسم میں کوئی شرعی قباحت نہ پائی جائے اسے حرام وناجائز نہیں کہہ سکتے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مختلف ایونٹس میں ہماری بیٹیوں کے معمولات کیا ہوتے ہیں؟ آیا وہی زمانہ جاہلیت والی (رسموں کے نام پر) بے پردگی، بے حیائی اور گناہوں کی بھرمار یا عقل وشعور رکھتے ہوئے شرعی تقاضوں کے مطابق معمولات ہوتے ہیں؟ فی زمانہ رسومات کے اپنائے جانے والے کثیر طور طریقے ناجائز ہیں لیکن حیاء وشرم کو نظر انداز کر کے ان رسومات کو ضرور پورا کیا جاتا ہے۔ اکثر گھروں میں رواج ہے کہ شادی کے ایام میں رشتہ دار اور محلے کی عورتیں جمع ہو کر ڈھولک بجاتی اور گیت گاتی ہیں، ان میں جوان کنواری لڑکیاں بھی شریک ہوتی ہیں۔ عشقیہ وفسقیہ اشعار پڑھنا یا سننا ان کے اخلاق وعادات وجذبات پر کیا اثر کرے گا یہ بات ایسی نہیں جو سمجھ میں نہ آسکے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، 2/105) جوان لڑکیوں کا گانا بجانا حرام ہے۔ عورت کی آواز کا بھی نامحرموں سے پردہ ہونا ضروری ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ اگر عورت نماز پڑھ رہی ہو اور کوئی آگے سے گزرنا چاہے تو یہ عورت سبحان اللہ! کہہ کر اس کی اطلاع نہ دے بلکہ تالی سے خبر دے یعنی سیدھے ہاتھ کی انگلیاں الٹے ہاتھ کی پشت (back) پر مارے۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، 2/486) جب آواز کی اس قدر پردہ داری ہے تو یہ مروّجہ (Prevalent) گانے اور باجے کا کیا پوچھنا۔

اسی طرح مہندی کی رسم ہے، رخصتی کے موقع پر دُودھ پلائی اور جوتا چُھپائی کی رسم ادا کی جاتی ہے جس میں ایسی ایسی خُرافات ہوتی ہیں کہ اَلْاَمان وَ الْحَفِیظ۔ بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ اگر شادی میں یہ حرام کام نہ ہوں تو اسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے، دوسرے مال ضائع کرنا، تیسرے تمام تماشائیوں کے گناہ کا یہی سبب ہے اور سب کے مجموعہ کے برابر اس پر گناہ کا بوجھ۔ مگر آہ! ایک وقتی خوشی میں یہ سب کچھ کرلیا جاتا ہے۔ گناہ کی لذت تھوڑی دیر کی ہوتی ہے مگر گناہ نامہ اعمال میں ہمیشہ کے لئے لکھا جاتا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ ❁ ایک تو ہر کام سے پہلے شرعی رہنمائی لیں۔ ❁ باپردہ رہیں اور لباس درست پہنیں۔ ❁ ایونٹ کی جگہ مردوں کی آمد ورفت نہ ہو۔ ❁ کسی بھی غیر شرعی کام میں حصہ نہ لیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر لازم ہے کہ اپنے ہر کام کو شریعت کے مطابق کریں اللہ و رسول کی مخالفت سے بچیں اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ اے کاش! سب کو چادرِ حیاء نصیب ہو جائے۔

بُری عادتیں (قسط 7)

بنتِ افضل عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز زمان بہاولپور

دینی تعلیم کو ادھورا چھوڑ جانے کی وجوہات ذکر کیے جانے کا سلسلہ جاری ہے، ذیل میں بیان کردہ بُری عادت بھی ایسی ہی ہے جو حُصولِ علمِ دین میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔

بلاوجہ حاضری میں تاخیر کرنا

کام چاہے کوئی بھی ہو جب تک اس کے لیے باقاعدگی اور استقامت نہ پائی جائے کامیابی ملنا مشکل ہوتا ہے۔ کامیابی پانے کے لیے اپنے وقت کو ضائع ہونے سے بچانا بے حد ضروری ہے، کیونکہ وقت کی پابندی کامیاب افراد کا شعار ہوتی ہے۔ ناکام ہونے والے اسٹوڈنٹس کی ایک تعداد ایسی بھی ہوتی ہے جو وقت کی پابندی کو اہمیت نہیں دیتی، اگر کلاس میں آئیں گے بھی تو تاخیر سے پہنچیں گے اور اس موقع پر عام طور پر اپنا عذر کچھ یوں بیان کریں گے: صبح دیر سے آنکھ کھلی تھی، رات دیر سے سوئے تھے اور رات دیر تک جاگتے رہنے کی وجوہات کچھ یوں بتائی جاتی ہیں: کسی فنکشن میں شرکت تھی، اپنی یا فلاں کی طبیعت خراب تھی، بجلی بند ہونے یا مچھروں کی زیادتی کی وجہ سے رات بھر نیند نہ آئی۔ اس کے علاوہ تاخیر کی ایک وجہ صبح کے وقت غیر ضروری کاموں میں مشغول ہوجانا یا پھر روٹین کے کاموں کی ادائیگی مثلاً ناشتہ کرنے یا بنانے میں خواہ مخواہ وقت ضائع کرنا بھی ہے۔

ایسے اسٹوڈنٹس جب کلاس روم میں پہنچتے ہیں تو تاخیر کی وجہ پوچھنے پر بعض اوقات جھوٹے بہانوں کا سہارا بھی لیتے ہیں اور یوں بقیہ دن ذہنی پریشانی کا شکار ہوجاتے ہیں اور اگر زیادہ ہی دیر سے پہنچیں تو شروع کے اسباق کا حرج ہوتا ہے۔ اگر شروع کا سبق سننے اور سمجھنے سے رہ گیا تو بعد والے سبق کو سمجھنا دشوار ہوجاتا ہے یا پھر ایسے اسٹوڈنٹس کے شروع کے سبق کے متعلق سوالات و جوابات کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے جس وجہ سے بقیہ سبق کو ایک مخصوص دورانیے میں مکمل کرنے میں آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے سبق اور وقت دونوں کی تقسیم کاری پر اثر پڑتا ہے۔

بسا اوقات بعض ٹیچرز اگرچہ ایسے اسٹوڈنٹس کی خیر خواہی کے لیے شروع کے سبق کو دہرا بھی دیتے ہیں مگر ضروری نہیں کہ ایسا روزانہ ہی ہو، بہر حال تاخیر سے آنا اگر عادت میں شامل ہوچکا ہو تو یہ انتہائی بری عادت ہے اور حصولِ علم میں بہت بڑی رکاوٹ ہے، اگرچہ ایسے اسٹوڈنٹس امتحان میں پاس بھی ہوجائیں مگر جو اسباق تاخیر کی وجہ سے چھوٹ جائیں ان کے نقصان کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب زندگی میں انہیں خود وہ سبق پڑھانے کا موقع ملتا ہے یعنی وہ پڑھاتے ہوئے اپنے اندر ایک کمی ضرور محسوس کرتے ہیں۔

بلاوجہ چھٹیاں کرنا

کچھ اسٹوڈنٹس نئی کلاسز کے شروع میں ہی چھٹیاں کرلیتے ہیں۔ جبکہ ان دنوں میں ٹیچرز عموماً علمی فن، کتاب اور صاحبِ کتاب سے متعلق اپنے تجربات اور بنیادی و اہم ترین معلومات اسٹوڈنٹس سے شیئر کر رہے ہوتے ہیں اور تاخیر سے آنے والے ان تمام برکتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جبکہ کچھ اسٹوڈنٹس چھٹیاں کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ حالانکہ چھٹیاں کرنے سے تعلیم کا کتنا حرج و نقصان ہوتا ہے اس سے تو انکار ممکن ہی نہیں۔ ایسے اسٹوڈنٹس ہر بیماری کو خوش آمدید کرنے کے لیے بھی گویا تیار ہی رہتے ہیں مثلاً کبھی دردِ سر جان نہیں

چھوڑ تا تو کبھی یہ خود بخار کو گلے لگائے ہوتے ہیں، کبھی کسی کی کمر میں درد ہو رہا ہوتا ہے تو کبھی کسی کی ٹانگیں تکلیف کی وجہ سے کانپ رہی ہوتی ہیں۔ اگر خود ٹھیک ہوں تو گھر میں کسی فرد کو بیمار بنا لیتے ہیں کہ جن کی تیمار داری کے لیے بھی صرف انہوں نے ہی اپنی خدمات پیش کرنی ہوتی ہیں وغیرہ۔ نہیں تو پھر خاندان کی ہر غمی و خوشی کی تقریب ان کی شرکت کے بغیر ادھوری رہ جاتی ہے۔ کبھی خاندان کے دور کے رشتہ داروں کی شادیوں میں شرکت کرنے کے لیے کئی کئی دنوں کی چھٹی کر لیتے ہیں، کبھی کسی دور کے جاننے والے کے جنازے میں شرکت تو کبھی کسی کی قل خوانی میں حاضری کے لیے چھٹیاں۔

الغرض تعلیمی ادارے سے چھٹیاں کر کے علمِ دین سے محرومی گوارا کر لیتے ہیں مگر ان تقریبات کو چھوڑنے سے باز نہیں آتے۔ حالانکہ ایسے اسٹوڈنٹس کو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ ان کے بیٹے کا انتقال ہو گیا، مگر انہوں نے ایک شخص کو اسے دفن کرنے کی ذمہ داری سونپی اور خود امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے کہ کہیں آج کے سبق کا ناغہ نہ ہو جائے۔[1]

ایسے اسٹوڈنٹس کثرت کے ساتھ چھٹیاں کرنے کی وجہ سے پڑھائی میں بہت پیچھے رہ جاتے ہیں، جس دن کی چھٹی کی اس دن کے سارے اسباق کا نقصان تو ہوا ہی پھر اگلے دن ایسے اسٹوڈنٹس کے چہرے پہ ہوائیاں اڑ رہی ہوتی ہیں اور اس دن کا سبق سمجھنے میں بھی بہت مشکل پیش آتی ہے جبھی تو منقول ہے کہ **ایک دن چھٹی کرنے سے 40 دن کے سبق کی برکت چلی جاتی ہے۔** جب بہت زیادہ چھٹیاں کرنا معمول ہی بنا لیا جائے تو پھر ایسے اسٹوڈنٹس ناکامی سے کیسے بچ سکتے ہیں!

کامیاب اسٹوڈنٹس اور اہلِ علم کی سیرت پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کس طرح استقامت اور باقاعدگی کے ساتھ علمِ دین سیکھا اور کامیابی پائی۔ مثلاً علمِ تجوید و قراءت کے بہت بڑے امام شعبہ بن عیاش بن سالم اسدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استادِ محترم امام عاصم کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے قرآنِ کریم کی پانچ، پانچ آیات پڑھیں، گرمی سردی اور بارش میں بھی کبھی ناغہ نہ کیا اور تین سال مستقل مزاجی سے علمِ قراءت سیکھا۔[2] اسی طرح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ نے بچپن سے ہی کبھی پڑھنے میں ضد نہ کی، خود سے برابر پڑھنے کو تشریف لے جایا کرتے، جمعہ (چھٹی) کے دن بھی چاہا کہ پڑھنے کو جائیں، مگر والد صاحب کے منع فرمانے سے رک گئے اور سمجھ لیا کہ ہفتہ میں جمعہ کی بہت اہمیت کی وجہ سے نہیں پڑھنا چاہیے، باقی چھ دن پڑھنے کے ہیں۔[3]

مستقل مزاجی کامیاب لوگوں کا شعار ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر علمِ دین کی راہ میں ترقی پانا چاہتے ہیں تو سنجیدگی کے ساتھ ساتھ وقت کا پابند ہونا بے حد ضروری ہے، ورنہ ادھوری تعلیم کے ساتھ ساتھ ناکامی و محرومی استقبال کرے گی کہ بعض اوقات کسی معقول عذر کے بغیر چھٹیاں کرنے کی وجہ سے ادارے والوں کو داخلہ منسوخی کا نوٹس دینا پڑتا ہے جس سے حصولِ علم کے تسلسل کو برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر چھٹیوں کے عادی اسٹوڈنٹس فارغ التحصیل بھی ہو جائیں تو زمانہ طالبِ علمی میں ان اوقات کے ضائع ہونے کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ عموماً ایسے فارغ التحصیل اسٹوڈنٹس خدمتِ دین کے کسی اہم اور بڑے عہدے سے بھی محرومی کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان میں ایسی صلاحیت بھی پیدا نہیں ہوتی کہ وہ دین کے لیے کوئی بڑی خدمت سر انجام دے سکیں۔ لہٰذا ایسے اسٹوڈنٹس کو چاہیے کہ وہ سنجیدگی کے ساتھ صرف اپنی پڑھائی کو ہی اہمیت دیں اور پڑھائی میں رکاوٹ بننے والے کاموں کو چھوڑ دیں۔ نیز وقت کی پابندی اور روزانہ کی حاضری کو یقینی بنائیں ان شاء اللہ اللہ پاک کی توفیق سے کامیابی پائیں گے۔

---

1 مستطرف، 1/ 40

2 سیر اعلام النبلاء، 7/ 685

3 حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/ 69

دار الافتاء اہل سنّت، عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ، کراچی

دارُالافتاء اَہلِسنّت

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزار ہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چھ منتخب فتاوٰی ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں۔

1 نسوار رکھ کر سو گئے اور سحری کا وقت گزر گیا تو روزے کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اِس مسئلہ کے بارے میں کہ رمضان المبارک میں سحری کرنے کے بعد 4:20 پر ایک شخص نے منہ میں نسوار رکھی اور اس کو نیند آگئی اور 4:40 پہ سحری کا وقت ختم ہو رہا ہے، جب اس کی آنکھ کھلی 5:00 بج گئے تھے، اب پوچھنا یہ تھا کہ ایسی صورت میں روزے کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں روزے کا وقت شروع ہونے پر نسوار کے منہ میں رہنے سے مذکورہ شخص کا روزہ ٹوٹ گیا؛ کیونکہ نسوار منہ میں رکھنے سے عام طور پر اس کے اجزاء حلق سے نیچے اترتے ہیں، لہٰذا اس پر ایک دن کی قضاء لازم ہو گی، یعنی اس روزے کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا پڑے گا، نیز مذکورہ شخص پر بقیہ دن روزے داروں کی طرح رہنا واجب ہو گا؛ کیونکہ اصول یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو دن کے کسی حصہ میں ایسی حالت میں ہو گیا کہ اس کی یہ حالت اگر دن کی ابتدا میں (یعنی سحری کے وقت) ہوتی، تو اس پر روزہ رکھنا لازم ہوتا، تو ایسے شخص کے لئے روزہ نہ ہونے کے باوجود بقیہ دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہوتا ہے، البتہ کفّارہ نہیں ہو گا؛ کیونکہ کفارہ لازم ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ جان بوجھ کر روزہ توڑا ہو جبکہ نیند کی حالت میں نسوار حلق میں چلے جانے کی صورت میں یہ شرط مفقود ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 قریبی رشتے دار کے جنازہ کے لیے اعتکاف توڑنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بیٹی یا کسی قریبی ذی محرم رشتہ دار کی فوتگی کے سبب معتکف کو اعتکاف توڑنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی ہاں، اگر معتکف کا کوئی ذی محرم رشتہ دار فوت ہو جائے تو اسے جنازہ میں شرکت کے لیے اعتکاف توڑنے کی اجازت ہے، اس سے معتکف گناہ گار نہیں ہو گا، البتہ یہ یاد رہے کہ جس دن اعتکاف توڑا بعد میں اس ایک دن کی قضاء کرنی ہو گی۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 سادہ پانی کی بھاپ سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ روزے میں سادہ پانی گرم کر کے اس

کی بھاپ(Steam) لینے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

روزے میں قصداً پانی کی بھاپ(Steam) لینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا، جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو، کہ حالت روزہ میں بھاپ لینے سے پانی بخارات بن کر ناک کے راستے حلق میں جاتا ہے اور یہ چیز مفسدِ روزہ ہے اور بھاپ کا حکم قصداً دھواں سونگھنے کی مثل ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

4 چاندی کی تسبیح پر ذکر اللہ کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا چاندی کی تسبیح ذکر اللہ کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مرد ہو یا عورت دونوں کے لیے چاندی کی تسبیح استعمال کرنا ناجائز و حرام اور گناہ ہے؛ کہ سونا ہو یا چاندی مرد کے لیے رخصت کی مخصوص صورتوں کے علاوہ استعمال مطلقاً حرام ہے۔ اسی طرح سے عورت کے لیے صرف اور صرف زیور کے طور پر سونے چاندی کا استعمال جائز ہے اس کے علاوہ عورت کے لیے بھی ان کا استعمال کرنا ناجائز ہے۔ چونکہ چاندی کی تسبیح نہ تو کسی رخصت شرعی میں داخل ہے اور نہ اس سے مقصود زیور کے طور پر پہننا ہوتا ہے لہٰذا مرد و عورت دونوں کے لیے ایسی تسبیح ذکر اللہ کے لیے استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

5 نمازِ جنازہ سنّتِ بعدیہ سے پہلے پڑھیں یا بعد میں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد کے ساتھ گراؤنڈ میں نمازِ جنازہ ادا کی جاتی ہے متعدد مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ فرض نماز کی جماعت کے فوراً بعد یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ باہر گراؤنڈ میں نمازِ جنازہ ہے اس میں شرکت فرمائیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ نمازِ ظہر اور مغرب کی بعد والی سنّتیں ادا کرنے کے بعد نمازِ جنازہ پڑھی جائے یا پہلے نمازِ جنازہ پڑھ کر پھر سنّتیں ادا کی جائیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

وہ نمازیں جن کے بعد سنّتیں ادا کی جاتی ہیں یعنی نمازِ ظہر، مغرب، عشاء اور جمعہ، ان اوقات میں اگر جنازہ حاضر ہو اور جماعت تیار ہو تو مفتٰی بہ قول کے مطابق فرائض کے بعد پہلے سنّتیں ادا کرلینی چاہئیں پھر نمازِ جنازہ ادا کی جائے۔ البتہ اگر نمازِ جنازہ سنّتوں کے بعد ادا کرنے کی صورت میں میت کا جسم خراب ہونے یا پھول پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو اب نمازِ جنازہ پہلے پڑھ لینی چاہیے۔ بلکہ ایسی صورت میں اگر فرض نماز کے وقت میں بھی گنجائش ہو تو نمازِ جنازہ کو فرض سے بھی پہلے ادا کیا جائے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

6 میت کی صرف ہڈیاں ملیں تو نمازِ جنازہ کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی مسلمان میت کی صرف ہڈیاں ملیں اور جسم پر گوشت نہ ہو تو اس کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مذکورہ صورت میں صرف ہڈیوں پر نمازِ جنازہ ادا نہیں کی جائے گی، کیونکہ شریعتِ مطہرہ کے قوانین کی رو سے جنازہ کی ادائیگی میں شرط ہے، کہ میت کا پورا بدن یا بدن کا اکثر حصہ یا نصف مع سر کے موجود ہو، اور بدن، گوشت، پوست اور ہڈیوں کے مجموعے کا نام ہے، صرف ہڈیوں کو بدن نہیں کہا جاتا، لہٰذا اس صورت میں نمازِ جنازہ ادا نہیں کرسکتے، ان ہڈیوں کو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی*

1 اسٹڈی ٹور کے لیے شرعی مسافت تک بغیر محرم جانا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ میں حیدر آباد یونیورسٹی میں پڑھتی ہوں۔ ہماری یونیورسٹی سے ہر سال پاکستان کے کسی نہ کسی علاقے میں مختلف مقاصد (تفریح، گروپ ٹاسک، تاریخی مقامات کی معلومات، تخلیقی صلاحیتوں کا نکھار) کے تحت اسٹڈی ٹور (Study Tour) جاتے رہتے ہیں۔ اس سال ہماری یونیورسٹی کا حیدر آباد سے کراچی (جو کہ شرعی مسافت پہ ہے) اسٹڈی ٹور جارہا ہے۔ اس ٹور میں صرف اسٹوڈنٹس (لڑکے، لڑکیاں) اور اساتذہ ہی جاسکتے ہیں گھر کے کسی فرد محرم وغیرہ کو ساتھ لے کر جانے کی اجازت نہیں ہوتی لیکن یونیورسٹی انتظامیہ کا کہنا ہے جو اسٹوڈنٹس ہمارے ساتھ جائیں گی ان کی مکمل دیکھ بھال کی ذمہ داری انتظامیہ کی ہوگی۔ تو رہنمائی فرمائیں کہ کیا میں دیگر اسٹوڈنٹس اور انتظامیہ کے ساتھ اسٹڈی ٹور پہ جاسکتی ہوں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

دریافت کردہ صورت میں آپ کا دیگر اسٹوڈنٹس اور یونیورسٹی انتظامیہ کے ساتھ اسٹڈی ٹور (Study Tour) پر جانا جائز نہیں۔ کیونکہ اسٹڈی ٹور پر جانے کے لئے آپ کو حیدر آباد سے کراچی تک کا شرعی سفر کرنا پڑے گا حالانکہ عورت کا شوہر یا مَحرم کے بغیر تین دن یعنی 92 کلومیٹر کی راہ کا سفر ناجائز و حرام و گناہ ہے۔ نیز ہماری پیاری شریعت میں تو عورت کو شوہر یا محرم کے بغیر حج یا عمرے جیسے مقدس سفر پر جانے کی اجازت نہیں تو اسٹڈی ٹور پر جانے کی اجازت کیسے ہوگی؟ نیز اس طرح کے اسٹڈی ٹور میں عموماً مزید قباحتیں بھی پائی جاتی ہیں مثلاً نوجوان مرد و عورت اکٹھے جاتے ہیں تو راستے میں یا وہاں پہنچ کر لڑکے لڑکیاں آپس میں ہنسی مذاق کرتے ہیں اور اکٹھے تصاویر وغیرہ بناتے ہیں حالانکہ اجنبی مرد و عورت کا آپس میں ہنسی مذاق کرنا، بے تکلفی کے ساتھ میل جول رکھنا، نامحرم مرد و عورت کا بے پردگی کی حالت میں ایک دوسرے کے سامنے آنا اور ایک دوسرے کی تصاویر بنانا، سخت ناجائز و گناہ اور حرام ہے کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام شرم و حیا کا درس دیتا ہے، رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”الحیاء من الایمان“ یعنی حیا ایمان سے ہے۔ (ترمذی، 3/406، حدیث: 2016)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 دورانِ اعتکاف حیض آجائے تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ رمضان کے آخری عشرے میں مسجدِ بیت میں اعتکاف کے دوران اگر عورت کو حیض آجائے، تو کیا اس سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

رمضان المبارک کے آخری عشرے کے اعتکاف کے دوران اگر عورت کو حیض آجائے، تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا؛ کیونکہ سنت اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے اور روزے کے لیے حیض و نفاس سے پاک ہونا ضروری ہے۔ نیز اس صورت میں حیض سے پاک ہونے کے بعد رمضان میں یا رمضان کے بعد روزے کے ساتھ ایک دن کے اعتکاف کی قضا کرنا واجب ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رخصتی (قسط3)

بنتِ منصور عطاریہ مدنیہ
دفتر ذمہ دار پاک سطح، شعبہ حج وعمرہ کراچی

گزشتہ سے پیوستہ رخصتی کی رسمیں بیان کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور اس مضمون میں رخصتی کے بعد دلہن جب دلہا کے گھر پہنچتی ہے اور وہاں جو رسمیں ادا کی جاتی ہیں، صرف وہ باقی رہ گئی ہیں؛ جو کچھ یوں ہیں:

جوان لڑکیوں کا دلہن کو چھوڑنے جانا بعض جگہوں پر رخصتی میں دلہن کے ساتھ کنواری لڑکیاں یا پھر اکثر اس کی بہنیں چھوڑنے جاتی ہیں۔ یہ ایک بہت نامراد رسم ہے اور اس میں برائی ہی برائی ہے کہ جب کنواری لڑکیاں دلہن کو اس کے سسرال تک چھوڑنے جاتی ہیں تو ان کے جذبات کا کیا عالم ہو گا! شیطان تو ویسے ہی ہر کسی کے ساتھ لگا ہوا ہے، مگر خاص طور پر اس کام کے لیے ایک تو کنواری لڑکیوں کا جانا اور پھر وہ بھی شادی کے سجے دھجے انداز میں بے پردہ جانا شیطان کے لیے کس قدر خوش کُن ہو گا!

لہٰذا اوّلاً تو یہ رسم سرے سے ختم ہونی چاہیے اور اگر کسی نے چھوڑنے جانا ہی ہو تو بڑی بوڑھیوں کو جانا چاہیے۔

بعض لوگوں کو سمجھایا جائے تو کہتے ہیں بچوں کی خوشیاں ہیں، یاد رکھیے! گناہ چاہے بچوں کی خوشی کے لیے کیا جائے یا لوگوں کی باتوں سے بچنے کے لیے، گناہ گناہ ہی ہے اور حدیثِ پاک میں ہے: اللہ پاک کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔[1] لہٰذا ہماری خوشی غمی کا انداز اللہ پاک کے احکامات کے مطابق ہونا چاہیے، خوشی کے موقع پر رب کی نافرمانی کرنا صرف اپنی خوشی کو تباہ کرنا، اپنی ہلاکت اور اللہ پاک کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

دلہن کے داخل ہونے سے پہلے گھر کی دلہیز پر تیل ڈالنا

یہ رواج بھی دیکھا گیا ہے کہ جب دلہن رخصت ہو کر آتی ہے تو دہلیز پر تیل ڈالا جاتا ہے۔ یہ جائز نہیں کہ مال کا ضیاع و اسراف ہے۔ اسی طرح بعض کے ہاں یہ رواج بھی ہے کہ جب دلہے کی بارات لے جا رہے ہوتے ہیں تو راستے میں دریا یا نہر آئے تو اس میں پیسے ڈال دیتے ہیں یہ بھی اسراف ہے کہ مال کا ضیاع ہے۔[2]

قدموں کا دھوون چھڑکنا

بعض کے ہاں دلہن کی رخصتی کے بعد جب سب سے پہلے دلہن گھر آتی ہے تو دلہن کے پاؤں دھو کر اس کا پانی گھر کے چاروں کونوں میں چھڑکا جاتا ہے اور بعض اس کو برا سمجھتے ہیں کہ یہ ہندوانہ رسم ہے، جبکہ یہ مستحب اور باعثِ برکت کام ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں:

دلہن کو بیاہ کر لائیں تو مستحب ہے کہ اس کے پاؤں دھو کر مکان کے چاروں گوشوں میں چھڑکیں اس سے برکت ہوتی ہے۔[3]

دروازہ/رستہ روکائی

جب دلہا دلہن کو گھر لے آتا ہے تو پھر دلہے کی بہنیں اس کو کمرے میں داخل ہونے سے روک دیتی ہیں اور پیسوں کا مطالبہ کرتی ہیں۔ اس میں بھی لی جانے والی رقم کا وہی حکم ہے

جو دودھ پلائی کی رسم کے تحت گزر چکا ہے کہ اگر دلہا بخوشی دے تو حرج نہیں اور اگر مجبوراً عزت بچانے کی خاطر دے تو رشوت کے حکم میں ہے۔

رخصتی کے بعد دلہا کے گھر پہنچ کر نفل کی ادائیگی کرنا

یہ رواج بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ رخصتی کے بعد جب دلہن دلہا کے گھر آجاتی ہے تو دلہا اور دلہن سب سے پہلے نفل ادا کرتے ہیں۔ یہ بہت قابلِ تحسین عمل ہے کہ اپنی زندگی کے ایک نئے دور کا آغاز اللہ کے ذکر اور اس کی نعمتوں کے شکر سے کیا جائے۔ بلاشبہ نفل کی ادائیگی کرنا اللہ پاک کی رحمت کے نزول کا سبب ہے اور اس میں کوئی برائی بھی نہیں۔ تاہم اس معاملہ میں دو باتیں قابلِ غور ہیں:

پہلی خرابی اس میں یہ پائی جاتی ہے کہ دلہن کا لباس سترِ عورت کی شرائط پر پورا نہیں اترتا، کیونکہ اکثر دلہنوں کی آستینیں چھوٹی ہوتی ہیں اور دوپٹا اس طرز پر ہوتا ہے کہ بال، سینہ اور گردن نمایاں ہوتے ہیں۔ حالانکہ لازم ہے کہ شریعت نے نماز میں جن اعضا کو چھپانے کا حکم دیا ہے، انہیں اچھی طرح چھپایا جائے۔ اگرچہ اعضائے ستر میں سے کوئی ایک عضو چوتھائی حصے سے کم ظاہر ہو تو نماز ادا ہو جاتی ہے مگر جان بوجھ کر اس طرح عضو کھول کر نماز پڑھنا بے ادبی ضرور ہے اور بعض صورتوں میں تو گناہ بھی ہو گا مثلاً عورت کا نامحرم مرد کے سامنے ٹخنے ظاہر کر کے نماز پڑھنا۔[4] چنانچہ،

اس کا آسان حل یہ ہے کہ دلہن اپنے اسی دوپٹے پر ایک اور چادر اوڑھ کر نماز ادا کرے جس سے اس کا ستر چھپ جائے تو یقیناً نماز ادا ہو جائے گی۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ نفل کی ادائیگی کے وقت مووی بنائی جاتی ہے اور اس کی تشہیر کی جاتی ہے، ایسے میں ریاکاری سے بچنا بہت مشکل ہے، بلکہ بعض تو اس موقع پر نفل ادا ہی موویز بنوانے اور اسٹیٹس لگانے کے لیے کرتے ہیں، معاذ اللہ اس سے بچنا چاہیے اور تنہائی میں نوافل ادا کرنے چاہئیں۔

منہ دکھائی

پہلے زمانے میں رشتے ہوتے تھے تو دلہا دلہن کی ملاقات ہوتی تھی نہ تصاویر کا رواج تھا۔ لہٰذا جب دلہا دلہن کے چہرے کو پہلی بار دیکھتا تو اس کو منہ دکھائی کے طور پر تحفہ دیتا تھا۔ اب اگرچہ پہلے سے چہرہ دیکھا ہوتا ہے مگر پھر بھی پہلی رات چہرہ دیکھنے پر کوئی نہ کوئی خاص تحفہ دلہا دلہن کو دیتا ہے۔ اس میں سونے کی انگوٹھی، موبائل یا کوئی دوسری قیمتی چیز دینے کا رواج ہے، اس میں کوئی برائی نہیں۔

کھیر کھلائی

دلہن رخصت ہو کر جب دلہا کے گھر جاتی ہے تو وہاں اسے کھیر کھلائی جاتی ہے۔ اسے "کھیر کھلائی" کی رسم کہا جاتا ہے۔ یہ رسم بھی کافی گھرانوں میں مقبول ہے۔ اس سے لوگ اچھا شگون لیتے ہیں۔ اس رسم میں بھی کوئی برائی نہیں، بلکہ کیا ہی اچھا ہو کہ اس پر نیاز دے دی جائے اور کچھ ایصالِ ثواب کا اہتمام ہو جائے تو کارِ ثواب شمار ہو۔

دلہن کے سسرال ناشتہ لے کر جانا

رخصتی کے بعد اگلی صبح دلہن کے گھر والے دلہے کے ہاں ناشتہ لے کر جاتے ہیں۔ اس رسم میں بھی دلہن والوں کا اچھا خاصا خرچ ہو جاتا ہے، اس میں ناشتے کے لیے حلوہ پوری وغیرہ چیزیں لے کر جائی جاتی ہیں۔ اس کا مقصد لڑکی کی خیریت پوچھنا ہوتا ہے۔ اس میں اگر اچھی نیت ہے تو حرج نہیں۔

والدین کا لڑکی کے ہاں سے کچھ کھانا

بعض خاندانوں میں بیٹی کی رخصتی کے بعد اس کے ہاں کھانا کھانا یہاں تک کہ وہاں کا پانی پینا بھی انتہائی ناپسند جانتے ہیں، گویا پانی نہ ہو زہر ہو، جبکہ شرعی طور پر ایسی کوئی ممانعت وارد نہیں ہوئی۔

---

(1) مسند امام احمد، 1/678، حدیث: 1095 (2) رسم و رواج کی شرعی حیثیت، ص 247 ملخصاً (3) فتاویٰ رضویہ، 2/595 (4) فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر: Nor-12804

حوصلہ افزائی

اُمِّ انس عطاریہ
رکن انٹرنیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ

حوصلہ افزائی کا مطلب ہمت بڑھانا اور جوش و ولولہ پیدا کرنا ہے، حوصلہ افزائی سے دل خوش ہوتا ہے اور ایک عزم کے ساتھ کچھ کر دکھانے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اگر حوصلہ افزائی نہ ہو تو شاید لوگ بلند مراتب، بلند عہدوں اور اونچی منزلوں تک نہ پہنچ پائیں، چنانچہ کوئی چلتے چلتے تھکنے لگے، کوئی دوڑتے ہوئے گر جائے یا کوئی قابلِ تحسین کام سر انجام دے تو حوصلہ افزائی کے دو جملے کہہ دینا، شفقت سے اس کی پیٹھ تھپک دینا اس کی تھکن کو دور کر سکتا ہے، نیز گرتے ہوئے کو پھر سے کھڑا کر کے بہت آگے پہنچا سکتا ہے۔

حوصلہ کی ضرورت ہر کسی کو ہوتی ہے، چاہے ایک دن کا بچہ ہو یا سو سال کی بوڑھی۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ چھوٹا بچہ جب چلنا سیکھتا ہے تو ہم غیر ارادی طور پر اس کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں: شاباش! قدم بڑھاؤ!، آؤ! میرے پاس آؤ! یہ چیز آ کر اٹھاؤ! جب بچہ قدم اٹھاتا ہے تو اس کی طرف مسکرا کر دیکھتی ہیں، خوش ہوتی ہیں، بچہ ہمارے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھ کر مزید کوشش کرنے لگتا ہے اور یوں چلنا سیکھ جاتا ہے، یونہی پڑھائی کے معاملے میں بھی بچے کی حوصلہ افزائی کی جاتی رہے تو بچہ ذہنی کوفت سے بچتا ہے اور پڑھائی کو بوجھ نہیں اپنا شوق بنا لیتا ہے، اس کے برعکس اگر بچوں کا رزلٹ دیکھ کر ان کی حوصلہ شکنی کریں کہ اتنا ٹائم اور پیسے خرچ ہو رہے ہیں تم پر مگر رزلٹ پھر بھی اچھا نہیں، نہ جانے تم کب بہتر بنو گے! تو اس طرح وہ بد دل ہو کر پڑھائی میں پیچھے ہو جائے گا۔ لہٰذا کبھی بھی بچے کی حوصلہ شکنی نہ کریں، خراب رزلٹ دیکھ کر بھی رزلٹ کے اندر کوئی خوبی تلاش کریں، مثلاً Math میں اچھے نمبر نہیں مگر انگلش اور اسلامیات میں نمبر اچھے ہیں تو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ واہ بھئی! ماشاءَ اللہ انگلش اور اسلامیات میں تو تم نے کمال کر دیا! زبردست شاباش بیٹا! اب اسی طرح Math میں بھی کوشش کرو اور اچھے نمبر سے کامیابی حاصل کرو! اس طرح حوصلہ افزائی کرنے سے بہت مثبت نتائج حاصل ہوں گے۔ یونہی بچہ جب کوئی اچھا کام کرے، مثلاً نماز پڑھنے لگے سورۂ فاتحہ یاد کر لے یا کسی سنت کو سیکھ کر اس پر عمل کرے، اپنے بہن بھائی پر شفقت کرے تو اس کی حوصلہ افزائی کیجئے۔

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب بچہ کوئی اچھا کام کرے اور خوش اخلاق بنے تو اس کی تعریف کریں اور اس کو ایسی چیز دیں جس سے اس کا دل خوش ہو جائے۔[1]

اللہ پاک نے نیک کام کرنے، صبر کرنے، دینِ اسلام کی پیروی کرنے، عاجزی کرنے، صدقہ و خیرات کرنے، روزے رکھنے اور پاکیزہ دامن رہنے والی عورتوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۝۳۵ (پ22، الاحزاب:35) ترجمہ: ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

حوصلہ افزائی کے فوائد جائز کاموں میں حوصلہ افزائی کے بڑے فوائد ہیں، مثلاً: اس کی برکت سے کام کی رفتار بڑھ جاتی ہے، آنے والی مشکلات پر قابو پانا اور صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے، حوصلہ افزائی کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ کام جو ہم خود نہیں کر سکتیں کسی کو حوصلہ دے کر وہ کام کروا سکتی ہیں۔ حوصلہ افزائی نیکیوں کی رغبت اور برائیوں سے بچنے میں مدد کرتی ہے، مثلاً کسی کے نیک کام کرنے پر اس کی حوصلہ افزائی

کی جائے تو ہو سکتا ہے وہ گناہوں سے توبہ کرلے۔ مگر افسوس! آج کل اگر کوئی نیکی کا کام کرلے تو بلاوجہ شرعی اس کے گناہ یاد دلا کر شرمندہ کیا جاتا ہے مثلاً فلاں فاتحہ خوانی تو ہر بزرگ کی کرتی ہے، نفل روزے بھی بہت رکھتی ہے، مگر فرض نمازوں کا کوئی ٹھکانا نہیں ہے، اصلاح کا یہ انداز بالکل درست نہیں، اس کے بجائے اگر اس کی یوں حوصلہ افزائی کی جائے کہ آپ کی بزرگانِ دین سے محبت بہت قابلِ تحسین ہے! کیا ہی اچھا ہو کہ بزرگانِ دین کی نیاز دلانے کے ساتھ ان کے اقوال اور تعلیمات پر بھی عمل کریں، یقیناً ان کی تعلیمات میں سب سے اہم چیز فرائض کی ادائیگی ہے جس کے بغیر ان سے محبت کا دعویٰ ادھورا رہ جاتا ہے، لہٰذا نیت کیجئے کہ آئندہ کوئی نماز قضا نہیں ہوگی، فرض روزوں میں کوتاہی نہیں ہوگی! یوں اگر اچھے انداز سے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ترغیب دلائی جائے تو رزلٹ اچھا ملنے کی امید ہے۔

البتہ! یاد رہے کہ حوصلہ افزائی دین و دنیا کے ہر کام میں فائدہ مند ثابت ہوتی ہے، مگر غیر شرعی اور گناہ کے کاموں میں حوصلہ افزائی گناہ پر مدد کے زمرے میں آتی ہے جو جائز نہیں، لہٰذا حوصلہ افزائی سے پہلے یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ جس بات پر کسی کی حوصلہ افزائی کر رہی ہیں وہ کام واقعی ایسا ہے کہ اس پر حوصلہ افزائی کی جائے یا نہ کی جائے۔

حوصلہ افزائی کی صورتیں

جائز تعریف کرکے حوصلہ افزائی سچی اور جائز تعریف کرکے بھی کی جاسکتی ہے اور ایسا کرنا حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سیرت مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اچھا خواب دیکھا تو حضور نے ارشاد فرمایا: عبد اللہ بڑا اچھا آدمی ہے! کاش یہ رات کو نماز پڑھا کرے۔[2] اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ایک سوال پر ارشاد فرمایا: شاباش! شاباش! تونے عظیم چیز کے بارے میں سوال کیا۔[3] جنگ اُحد کے موقع پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (اے سعد! کفار کو) تیر مار! میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔[4] سبحٰن اللہ! ساری کائنات اپنا سب کچھ حبیب کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر قربان کرتی ہے اور یہاں اتنے پیارے انداز میں اپنے صحابی کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا جارہا ہے کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان!

اگر ہمارے یہاں ایک دوسروں کی حوصلہ افزائی کا ذہن عام ہو جائے تو اس کے فوائد ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں گی، گھر میں ساس بہو کی حوصلہ افزائی کرے مثلاً اپنے بیٹے سے بہو کی موجودگی میں کہے کہ تمہاری زوجہ نے تو میرا کام ہی آسان کر دیا ہے، ماشاء اللہ سارا کام دیکھ لیتی ہے یا بہو کے میکے والوں کے سامنے اپنی بہو کی حوصلہ افزائی کے لئے اس کی تعریف کرے۔ یونہی بہو بھی ساس کی تعریف کرے مثلاً یوں کہے کہ مجھے تو کھانا پکانے کا طریقہ امی نے ہی سکھایا ہے، امی میرا بہت ساتھ دیتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ بہر حال جو بھی سچی تعریف ہو دل کھول کر کیجئے ان کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

یوں ہی کسی نے نیکی کا کام کیا تو اس نیکی کے بارے میں قرآن و حدیث میں وارد خوش خبریاں سنا کر دعائے خیر کر کے بھی حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے۔ اگر دعا دینے کی عادت بنالی جائے تو اس سے بھی سامنے والی کا دل بڑا ہوتا ہے حوصلہ ملتا ہے۔ گھر میں بہو کو دعائیں دیجیے، پوتا پوتی، نواسا نواسی، بہن بھائی اگر کوئی اچھا کام کریں تو دعاؤں سے نوازیئے، ان شاء اللہ اس کے بہترین نتائج ملیں گے۔

عمل کے ذریعے حوصلہ افزائی کی عملی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ تھپکی دیجئے، خوشی سے مسکرا کر دیکھئے، چھوٹی بہن، بیٹی یا بہو کے چہرے کو پیار سے تھپتھپایئے، یہاں تک کہ آنکھوں کے اشارے سے بھی حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے، نیز کسی کو حقیر نہ جاننا اور اسے عزت دینا بھی حوصلہ افزائی ہی کی مثال ہے۔ جیسا کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو جنگ تبوک کے موقع پر جنگی تیاریوں کے لئے مال کی ضرورت پیش آئی تو صحابۂ کرام

نے خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنے اموال بارگاہِ نبوت میں پیش کئے۔ حضرت ابو عقیل انصاری رضی اللہ عنہ جو بہت ہی مفلس تھے، فقط ایک صاع (3 کلو 840 گرام) کھجور لے کر حاضرِ خدمت ہوئے اور گزارش کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! میں نے دن بھر پانی بھرنے کی مزدوری کی تو 2 صاع کھجوریں مزدوری میں ملیں۔ ایک صاع اہل وعیال کو دے دی ہیں اور یہ ایک صاع حاضرِ خدمت ہیں۔ حضور کا مبارک دل اپنے ایک مفلس صحابی کے اس نذرانۂ خلوص سے بے حد متاثر ہوا اور آپ نے ان کھجوروں کو تمام مالوں کے اوپر رکھ دیا۔[5] بلاشبہ یہ حوصلہ افزائی کی ایک بہترین عملی مثال ہے۔

تحفہ دے کر اپنے ہی گھر میں دیورانی، جیٹھانی، نند، بہو کو تحفہ دے کر بھی حوصلہ افزائی کیجئے، مثلاً: آپ بیمار ہو گئیں یا بچے کی ولادت ہوئی، ان حالات میں نند نے آپ کے بچے کو بھی سنبھالا اور آپ کا گھر بھی تو تحفہ دے کر ان کی حوصلہ افزائی کیجیے اور دل میں خوشی داخل کر کے ثواب کمائیے۔

کاموں میں حصہ لے کر کسی کو کوئی کام دیں تو خود بھی اس میں اپنا حصہ ڈالیں اس سے بھی بہت اچھا اثر پڑتا اور حوصلہ افزائی ہوتی ہے مثلاً گھر میں کوئی تقریب ہو تو صرف سب کو حکم دینے کے بجائے اپنے لیے بھی کوئی کام منتخب کیجئے، پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم شہنشاہِ کون و مکاں ہو کر صحابہ کرام میں کی حوصلہ افزائی کے لیے خود بھی ان کے ساتھ کام میں شریک ہوتے مثلاً ایک سفر میں کھانا پکانے کے لئے سب میں ذمہ داریاں تقسیم کیں اور خود لکڑیاں جمع فرمانے کا کام کیا۔[6]

مشوروں میں شریک کر کے گھر کے کام ہوں یا اخراجات وغیرہ کسی بھی حوالے سے والدہ یا گھر کی سربراہ کا بہو بیٹیوں وغیرہ سے مشورہ کرنا اور ان کی طرف سے ملنے والے معقول مشوروں کو قبول کرنا نہ صرف ان کی حوصلہ افزائی کا سبب ہو گا بلکہ ان کے مشوروں کے فوائد بھی حاصل ہوں گے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کامل و اکمل عقل والے ہونے کے باوجود صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا کرتے اور ان کی حوصلہ افزائی کی غرض سے ان کے مشوروں کو قبول بھی فرماتے، جیسا کہ غزوۂ خندق میں آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے کو[7] اور غزوہ بدر میں حضرت خباب بن منذر رضی اللہ عنہ کے مشورے کو قبول فرما کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔[8] مگر انتہائی افسوس ہے کہ ہمارے یہاں گھر میں چھوٹی بیٹی یا بیٹے کے رشتے کی بات چل رہی ہو یا کوئی اور مسئلہ ہو تو اکثر گھروں میں بہو کو اس معاملے سے بالکل الگ رکھا جاتا ہے، بلکہ اس بات کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے کہ اسے خبر نہ ہو، بعد میں جب اسے پتا چلتا ہے تو بیچاری کا دل ٹوٹتا ہے یا کہیں بہو کا زور ہو تو وہ گھر کے معاملات میں کسی سے مشورہ کرتی ہے نہ خبر دیتی ہے۔ اگر مشوروں میں سب کو شریک رکھا جائے تو اس سے حوصلہ افزائی ہونے کے ساتھ ساتھ مفید مشورے گھر کی تعمیر و ترقی کے لیے بھی کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔

ہمت بڑھا کر شادی شدہ ہوں تو شوہر کا حوصلہ بڑھائیے، کبھی کاروبار میں گھاٹا ہو، نوکری چھوٹ جائے تو کہئے کہ کوئی بات نہیں، آپ نے اتنے سال اتنا اچھا گھر چلایا ہے ابھی اگر تھوڑی پریشانی آ بھی گئی تو حوصلہ بلند رکھئے، پھر سے کوشش کیجئے، آپ کا سالوں کا تجربہ ہے، ان شاءاللہ پھر کامیابی ہو گی۔ ایسے الفاظ ہمت باندھتے ہیں اور گرتوں کے سہارے کا سبب بنتے ہیں۔

کاوشوں کو سراہنا بھی حوصلہ افزائی ہی ہے، کبھی بھی کسی کی دل شکنی نہ کیجیے کہ آپ کے چند جملے کسی کی زندگی بدل سکتے ہیں۔ **میں ہوں نا، آپ کوشش تو کیجیے، آپ کر سکتی ہیں، کوشش کیجیے، ہو جائے گا، پریشان نہ ہوں** وغیرہ وغیرہ جملوں کو اپنی بول چال میں شامل کیجیے، ان شاءاللہ اس کا فائدہ ہو گا۔

---

1 کیمیائے سعادت، 2/ 532 2 بخاری، 2/ 544، حدیث: 3739 3 مسند ابو داود الطیالسی، ص 76، حدیث: 560 4 بخاری، 3/ 37، حدیث: 4055 5 مدارج النبوۃ، 2/ 346 6 اتحاف السادۃ، 8/ 210 ماخوذاً 7 طبقات ابن سعد، 2/ 51 8 دلائل النبوۃ للبیہقی، 3/ 35 ملخصاً

حوصلہ شکنی

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ مضمون 33ویں تحریری مقابلے سے منتخب کر کے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کیا جارہا ہے۔)

بنتِ محمد خلیل (اول پوزیشن)
جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ اُمِّ عطار شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

کسی کی کوششوں کو بے فائدہ قرار دینا، مسلسل نقائص تلاش کرنا اور انہیں نمایاں کرنا، کسی کی کمزوریوں پر ہنسنا یا اسے شرمندہ کرنے کے لیے مذاق اڑانا، کسی کو دوسروں سے کم ثابت کرنے کی کوشش کرنا یا اس کی کامیابیوں کو کم اہمیت دینا، کسی کو ڈرانا دھمکانا یا اسے کسی کام سے روکنا، کسی کی محنت کو نظر انداز کرنا یا اس کی کامیابیوں کو اپنی کوششوں کا نتیجہ قرار دینا، کسی کی باتوں کو سنجیدگی سے نہ لینا یا اس کی بات کاٹنا، اچھی کارکردگی پر حوصلہ افزائی نہ کرنا، کوئی کیسی ہی عمدہ کوشش کرے اس کے ہر کام میں کیڑے نکالنا اور خود کو ماہر نقاد قرار دینا، کسی کے منہ پر اسے یا اس کے کام کو غیر اہم قرار دینا، نیا تجربہ کرنے سے ڈرانا، ہر غلطی پر پُرانی غلطیوں کی لسٹ گنوانا، امتحان میں فیل ہونے والے کو کہنا کہ اور کرو اِدھر اُدھر کے کاموں میں وقت ضائع، یہ تو ہونا ہی تھا! دین کا کام کرنے والی پر تنقید کر کے اسے بدظن کرنا وغیرہ یہ اور ان جیسی حوصلوں کو پست کرنے والی کئی ایسی مثالیں ہیں جو کسی انسان کی ترقی کی راہ میں ایسی دیوار کھڑی کر سکتی ہیں کہ جس کو ڈھانے میں شاید اس کی پوری زندگی لگ جائے۔

یاد رکھیے! بسا اوقات ہماری زبان سے نکلنے والا جملہ بظاہر بہت حقیر معلوم ہوتا ہے لیکن کسی کے دل پر بڑے گہرے اثرات چھوڑ جاتا ہے جو شاید کسی کو ترقی کرنے سے روک دے، کسی کو دین کا کام کرنے سے روک دے یا شاید کسی کو نیکی کی راہ پر چلنے سے روک دے۔ حوصلہ شکنی پر مبنی باتوں کے منفی اثرات بہت گہرے ہوتے ہیں اور اس کے نقصانات بھی بہت زیادہ ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

☆ حوصلہ شکنی سے رشتے کمزور ہوتے ہیں اور لوگ آپ سے دوری اختیار کر سکتے ہیں۔ ☆ جب آپ کسی کی حوصلہ شکنی کرتی ہیں تو آپ ان کی خود اعتمادی کو کمزور کرتی ہیں۔ ☆ حوصلہ شکنی ایک منفی ماحول پیدا کرتی ہے جو نہ صرف آپ کے لیے بلکہ دوسروں کے لیے بھی نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ ☆ حوصلہ شکنی سے ڈپریشن، بے چینی اور ذہنی صحت کے دیگر مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ ☆ حوصلہ شکنی کرنے والے لوگوں کو دوسروں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔ ☆ حوصلہ شکنی کرنے والے لوگ اکثر خود کو دوسروں سے برتر سمجھتے ہیں، جو کہ ایک غیر صحت مند رویہ ہے۔ ☆ حوصلہ شکنی کا کام کی کارکردگی پر بھی منفی اثر پڑ سکتا ہے۔ ☆ حوصلہ شکنی کرنے والے لوگوں کو اکثر سماج میں اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔

ان تمام خرابیوں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ہمیں غور کرنا چاہئے کہ آج تک ہماری وجہ سے کتنے لوگوں کی حوصلہ شکنی ہو چکی ہے بلکہ بعضوں کی تو دل آزاری بھی ہوئی ہوگی، لہٰذا آج

ہی سے اپنا حوصلہ شکن رویہ تبدیل کر لیجئے، جن کا دل دُکھایا ان سے معافی مانگ لیجئے۔ بالخصوص وہ حضرات جن کے ماتحت کچھ نہ کچھ لوگ ہوتے ہیں جیسے ماں باپ، استاذ، مرشد، نگران، سپر وائزر، منیجر، باس، پرنسپل انہیں خوب احتیاط کرنی چاہئے کہ ان کی بات زیادہ اثر کرتی ہے، لہٰذا کوئی بھی معلمہ کبھی بھی کسی طالبہ علم سے یہ نہ کہے کہ آپ نہیں پڑھ سکتیں! پھر وہ واقعی ہی نہیں پڑھ سکے گی کیونکہ وہ سوچے گی کہ جب مجھے پڑھانے والی معلمہ نے ہی یہ کہہ دیا ہے تو یقیناً میں کبھی نہیں پڑھ سکتی۔

دوسروں کی حوصلہ شکنی کرنے کے بجائے ان کی حوصلہ افزائی کرنا بہتر ہے۔ حوصلہ افزائی سے نہ صرف دوسروں کو فائدہ ہوتا ہے بلکہ آپ خود بھی خوش رہتی ہیں۔ حوصلہ افزائی ایک ایسی طاقتور چیز ہے جو نہ صرف افراد بلکہ پورے معاشرے کو بہتر بنا سکتی ہے۔ حوصلہ افزائی سے افراد کی خود اعتمادی بڑھتی ہے، وہ نئے چیلنجز کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہوتے اور اپنی صلاحیتوں کو بھرپور طریقے سے استعمال کر پاتے ہیں۔ یاد رکھیے! حوصلہ شکنی ایک ایسا زہر ہے جو انسان کی روح کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔ ہر ناکامی ایک نیا سبق ہوتی ہے، مگر حوصلہ شکنی ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ جہاں سے حوصلہ افزائی کی امید ہو وہیں سے حوصلہ شکنی ہو جائے تو خود کو سنبھالنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے، اس لئے اگر اس شعر کے مصداق بن جائیں گی تو ایزی رہیں گی:

نہ ستائش کی تمنا نہ مجھے خطرۂ ذم
نہ کسی واہ کی خواہش نہ کسی آہ کا غم

اب رہا یہ سوال کہ جس کی حوصلہ شکنی کی گئی وہ کیا کرے؟ اسے چاہیے کہ اپنے آپ پر یقین رکھے، کیونکہ حوصلہ شکنی کے تیر آپ کو نشانہ نہیں بنا سکتے۔ اگرچہ کامیابی کا راستہ ہمیشہ ہموار نہیں ہوتا، لیکن حوصلہ شکنی اس راستے کو بند نہیں کر سکتی۔ لہٰذا دوسروں کی باتوں سے نہ ڈریئے اور اپنی صلاحیتوں پر بھروسا رکھئے، یونہی اپنا مزاج دریا کی طرح بنا لیجئے جو رُکتا نہیں ہے بلکہ پتھروں اور چٹانوں کے درمیان سے راستہ بنا کر چلتا رہتا ہے۔ یاد رکھیے! آپ پہلی اور آخری نہیں ہیں جس کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے، حوصلہ شکنی کے واقعات سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کفار کی طرف سے کیسی کیسی حوصلہ شکنی کی گئی! معاذ اللہ مجنون کہہ کر پکارا گیا، یہی نہیں بلکہ بعض رشتہ دار مخالفت پر اتر آئے جن میں ابولہب جو آپ کا چچا تھا پیش پیش تھا، تین سال تک آپ کا اور خاندان والوں کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا اس دوران آپ شعبِ ابی طالب نام کے علاقے میں محصور رہے، سجدے کی حالت میں اونٹنی کی بچہ دانی مبارک کمر پر رکھ دی گئی، طائف کے سفر میں نادانوں نے پتھر برسائے، مشرکینِ مکہ کے نامناسب سلوک کی وجہ سے آپ کو اپنا شہر میلاد مکے چھوڑ کر مدینہ طیبہ جانا پڑا، آپ کو اتنا ستایا گیا کہ فرمایا: اللہ کی راہ میں، میں سب سے زیادہ ستایا گیا ہوں۔[1] لیکن آپ نے اس ہمت اور صبر سے حالات کا مقابلہ کیا کہ عقلیں حیران رہ جاتی ہیں۔

پھر صحابۂ کرام کو اسلام قبول کرنے پر حوصلہ شکن رویوں کا سامنا کرنا پڑا، کسی کی ماں نے بات چیت چھوڑ دی، تو کسی کو باپ نے ظلم کا نشانہ بنایا، کسی کو تپتی ریت پر لٹا کر سینے پر وزن رکھ دیا جاتا اور مطالبہ کیا جاتا اسلام چھوڑ دو لیکن راہِ حق پر چلنے والوں کے قدم ذرا بھی نہیں ڈگمگائے۔

یہ مثالیں ہمیں حوصلہ شکن رویوں کو نظر انداز کرنے کا حوصلہ دیتی ہیں، بعض لوگ خود پر ہونے والی ہر تنقید کو حوصلہ شکنی سمجھتے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں، کیونکہ تعمیری تنقید حوصلہ شکنی نہیں ہوتی، بلکہ اس سے خود کو بہتر کرنے میں مدد ملتی ہے۔ تنقید کرنے والا اگر بچّہ بھی ہو تو غور ضرور کیجئے، شاید وہ درست کہہ رہا ہو۔ اللہ پاک ہمیں دوسروں کی حوصلہ شکنی کرنے سے محفوظ فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

[1] ترمذی، 4/213، حدیث: 2480

تحریری مقابلہ

نوٹ:ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کے 33ویں تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 332 مضامین کی تفصیل یہ ہے

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
حضور کی اپنی شہزادیوں سے محبت	94	حوصلہ شکنی	129	اولاد کو سدھارنے کے طریقے	109

مضمون بھیجنے والیوں کے نام

حضور ﷺ کی اپنی شہزادیوں سے محبت اٹک حضرو: بنت محمد ایوب۔ بہاولپور: شاہدرہ: بنت فلک شیر۔ جڑانوالہ: ہاؤسنگ سوسائٹی: بنت عبد اللطیف۔ حافظ آباد: کالیکی منڈی: بنت حق نواز۔ خانیوال: کوہی والا: بنت واجد۔ خوشاب: جوہر آباد: بنت غلام محمد، بنت محمد احسان، ہمشیرہ احمد علی، ہمشیرہ اسامہ لطیف۔ سیالکوٹ: اگوکی: بنت محمد فاروق۔ پاکپورہ: بنت سید ابرار حسین۔ تلواڑہ مغلاں: بنت محمد نعیم، بنت رفیق، بنت فیصل مجید، بنت محمد اسلام، بنت وسیم علی، بنت محمد ارشد، بنت نذیر، بنت ذو الفقار، بنت اسلم۔ شفیع کا بھٹہ: بنت محمد ندیم، ہمشیرہ میر حمزہ، بنت اورنگزیب، بنت عبد الغفور، بنت عرفان، بنت ذو الفقار انور، بنت طاہر محمود، بنت ہمایوں، بنت محمد امجد، بنت محمد عابد، ہمشیرہ علی حسن کریمی، بنت محمد ریاض، بنت ظہیر احمد، بنت محمد جاوید، بنت راشد، بنت عبد المجید، بنت محمد سجاد احمد، بنت محمد جمیل، بنت محمد شاہد، بنت محمد احسن، بنت محمد اشرف، بنت اعجاز، بنت خالد پرویز، بنت شہباز احمد، ہمشیرہ مبین، بنت محمد حبیب، ہمشیرہ شعیب شبیر، بنت محمد آصف، بنت شفیق۔ گلبہار: اختِ سلطان، بنت غلام حیدر، بنت صغیر احمد بھلی، بنت علی احمد، بنت محمد ارشد، بنت ریاض، بنت شکیل احمد، بنت طارق محمود، بنت رمضان۔ مظفر پورہ: بنت ارشد، بنت نعیم، بنت غلام میراں، بنت اعجاز، بنت خلیل احمد، بنت اظہر اقبال، بنت عمران، بنت محمد نواز۔ معراج کے: بنت رضا حسین، بنت نور حسین، بنت شوکت علی، بنت محمد جاوید، بنت غفور احمد، بنت نصیر احمد، بنت ضیاء اللہ، بنت قیصر امین، بنت محمد سلیم، بنت محمد افضل بھٹی، بنت محمد ریاض، بنت محمد شفیق۔ نند پور: بنت محمد الیاس، بنت محمد صدیق، بنت محمد سلیم، بنت افتخار احمد، بنت عبد الستار مدنیہ، بنت ملک طارق محمود، بنت رمضان احمد، بنت محمد انور۔ نواں پنڈ آرائیاں: بنت ظفر اسلام۔ فیصل آباد: جھمرہ سٹی: بنت محمد انور۔ چیاں: بنت ارشد محمود، بنت محمد جاوید اقبال۔ کراچی: فیض مدینہ: بنت فہیم کھتری۔ گلشن معمار: بنت محمد اکرم۔

اولاد کو سدھارنے کے طریقے اسلام آباد: گلشن عطار: بنت حمید۔ خانیوال: کوہی والا: بنت واجد۔ خوشاب: جوہر آباد: بنت محمد اشرف، ہمشیرہ محمد عتیق، بنت فلک شبیر۔ سیالکوٹ: پاکپورہ: بنت میاں محمد یوسف قمر۔ تلواڑہ مغلاں: بنت ادریس بیگ، بنت رزاق احمد، بنت محمد جمیل، بنت نصیر احمد، بنت شہزاد، بنت عارف حسین، بنت رضا، بنت بشارت علی، بنت ناصر محمود، بنت شاہد محمود، بنت محمد انور، بنت رضا مصطفےٰ، بنت طارق، بنت سخاوت، بنت خرم، بنت اعجاز احمد، بنت بشارت علی۔ شفیع کا بھٹہ: بنت محمد جہانگیر، بنت انعام اللہ بٹ، بنت عرفان، بنت محمد ذو الفقار، بنت نواز، ہمشیرہ محمد منیب، بنت ممتاز، بنت عتیق، بنت فاروق، بنت ناہید، بنت رفاقت حسین، بنت عارف محمود، بنت دلاور حسین، بنت شکیل، بنت محمد رفیق، بنت طارق نذیر، بنت عبد المجید، بنت ناصر، بنت محمد یعقوب، بنت محمد شمس، بنت بابر، بنت اشرف، بنت محمد خالد، بنت سلیم، بنت محمد طاہر، بنت محمد شبیر، بنت بشیر باجوہ، بنت فرید علی، ہمشیرہ علی حسین، بنت بشیر احمد، بنت انور، بنت محمد امین، ہمشیرہ فیصل الرحمن، بنت نوید احمد، بنت سلیمان،

بنت محمد شفیق، بنت اعجاز احمد، بنت غلام حیدر، بنت محمد بوٹا، بنت شمس پرویز، بنت طاہر، بنت ارشد، بنت محمد اکرم، بنت کاشف شیر از، بنت امجد پرویز، بنت امجد فاروق، بنت محمد انور۔ گلبہار: بنت محمد شہباز، بنت سید ظاہر حسین، بنت شمس، بنت سجاد حسین، بنت ایاز خان، بنت امیر حیدر۔ مظفر پورہ: بنت عمران، بنت نعمان شہزاد، بنت گلزار خان، بنت اعظم۔ معراج کے: بنت عنایت اللہ، بنت محمد سلیم، بنت سید شمشیر علی، بنت بشیر حسین، بنت لیاقت علی، بنت عبد الستار، بنت نذر عباس، بنت ضیاء اللہ، بنت محمد اکبر، بنت منور حسین، بنت باقر اعوان، بنت محمد ذو الفقار، بنت آصف، بنت محمد انور۔ نند پور: بنت محمد الیاس، بنت شہزاد کامل، بنت محمد انور، بنت رمضان احمد، بنت محمد طیب، بنت ہدایت اللہ، بنت عبد الستار مدنیہ، بنت محمد سلیم، بنت ملک طارق محمود، ام ہانی، بنت محمد صدیق، بنت محمد بشیر۔ کراچی: فیڈرل بی ایریا: زوجہ افضال نصیر۔ فیض مدینہ: بنت عبد الوسیم بیگ۔ عرب: بحرین: بنت مقصود۔

حوصلہ شکنی بہاولپور شاہدرہ: بنت نذیر احمد۔ خانیوال: کوہی والا: بنت اللہ نور۔ خوشاب: جوہر آباد: بنت امتیاز حسین، بنت لطیف، بنت محمد شفیق، ہمشیرہ محمد عتیق۔ راولپنڈی: صدر: بنت مدثر۔ ساہیوال: طارق بن زیاد: بنت محمد رفیق۔ سیالکوٹ: تلواڑہ مغلاں: بنت جاوید، اخت عبد الاحد، خوشبوئے مدینہ، بنت محمد لطیف، بنت فیصل، بنت محمد یسین، بنت فیصل، بنت جاوید اقبال، بنت سائیں ملنگا، بنت محمد ارشد، بنت مشتاق، بنت انور۔ شفیع کا بھٹہ: بنت نذیر، بنت سلیم، بنت خوشی محمد، بنت راشد محمود، بنت عثمان، بنت عرفان، بنت اصغر، بنت طارق محمود، بنت محمد اصغر مغل، بنت ندیم، بنت فضل الٰہی، بنت محمد وسیم، بنت محمد شمس، بنت محمد بابر، بنت اشفاق احمد، بنت آصف اقبال، بنت جاوید اقبال، بنت محمد رمضان، بنت محمد یعقوب، بنت عبد الغفور، ہمشیرہ حامد، بنت شمس الدین، ہمشیرہ محمد شہر از حسن، بنت محمد وسیم، بنت محمد خلیل، بنت ملک رشید احمد اعوان، بنت افضال احمد، بنت محمد گلزار، بنت محمد لیاقت علی، بنت واجد لطیف اعوان، بنت محمد اظہر، بنت سعید، ہمشیرہ محمد حسین، بنت صغیر احمد، ہمشیرہ عبد اللہ، بنت محمد کاشف، ہمشیرہ حافظ بلال بغدادی، ہمشیرہ ریحان، بنت تنویر حسین، بنت محمد اشفاق، بنت محمد اورنگزیب، بنت محمد عارف، بنت محمد عمران، ہمشیرہ محمد ذوہیب، بنت شبیر احمد، بنت خالد حسن، ہمشیرہ محمد جواد، بنت ساجد، ہمشیرہ عمر جٹ،، بنت محمد خالد، بنت عبد القادر، بنت محمد امجد، ہمشیرہ محمد اسماعیل، بنت خلیل احمد، بنت عبد الماجد، بنت محمد اکرم، بنت حسین، ہمشیرہ مبین، ہمشیرہ احسان الٰہی، بنت نعیم، بنت طارق، بنت محمد شکیل، بنت افتخار، بنت محمد امین، بنت محمد یوسف۔ گلبہار: بنت نواز، بنت رضوان، بنت غلام حیدر، ام مشکوۃ، بنت محمد شہباز، بنت طارق فاروق۔ مظفر پورہ: بنت ارشد علی، بنت نعمان شہزاد، بنت اعظم، بنت محمد شہباز، ہمشیرہ وقار علی، بنت محمد عمران۔ معراج کے: بنت غلام عباس، بنت محمد عارف، بنت محمد نواز، بنت پرویز اختر، بنت ریاض احمد، بنت شہزاد، بنت محمد امین، بنت محمد جاوید، بنت منیر حسین، بنت جاوید اقبال، بنت شہزاد حسین۔ نند پور: بنت محمد الیاس، ہمشیرہ امیر حمزہ، بنت شہزاد کامل، بنت محمد انور، بنت محمد صدیق، بنت محمد سلیم، بنت عبد الستار مدنیہ، ام ہانی، بنت طیب، بنت رمضان احمد، بنت طارق محمود، بنت ہدایت اللہ۔ فیصل آباد: چباں: بنت محمد جاوید اقبال۔ کراچی: دھوراجی: بنت شہزاد احمد، بنت محمد عدنان۔ فیض مدینہ: بنت طفیل الرحمن ہاشمی۔ فیضان رضا: بنت اسلم پرویز۔ گجرات: سراجا منیرا: بنت سرفراز احمد۔ گجرات: سوک کلاں: بنت محمد شہباز حسین۔ ویسٹ بنگال: بنت شہاب۔

اول پوزیشن: اولاد کو سدھارنے کے طریقے

بنتِ فلک شیر عطاریہ

(معلمہ فیضان اسلامک اسکول سسٹم، جوہر آباد ضلع خوشاب)

بچے بہت بگڑ گئے ہیں ان کو کیسے سدھارا جائے؟ یہ آج کا ایک سوشل سوال بن چکا ہے۔ ذیل میں بچوں کو سدھارنے کے چند ایسے طریقے ذکر کئے جا رہے ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

وہ طریقے یہ ہیں:

نفسیات کو سمجھنا
(Understanding Psychology)

اولاً تو بہترین تربیت کے لیے بچے کی نفسیات کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ کبھی کبھار بہت زیادہ پیار بچے کو بگاڑ دیتا ہے، تو کبھی ہر وقت کی ڈانٹ اور سختی بچے کو ضدی بنا دیتی ہے، لہٰذا پیار اور ڈانٹ میں میانہ روی اختیار کی جائے اور بچے کی کیفیت کے مطابق اس سے معاملہ برتا جائے۔

نعم البدل فراہم کرنا
(Providing Substitute)

یہ ایک فطری چیز ہے کہ ہر انسان نعم البدل چاہتا ہے۔ اگر آپ بچے کو بری عادات Bad Habits سے بچانا چاہتی ہیں تو اس کے بدلے اس کو اچھی عادات Good Habits بھی دیں۔ کیونکہ بچے کو تو مصروفیت چاہیے؛ اگر آپ اچھی مصروفیت نہیں دیں گی تو وہ بری مصروفیات اختیار کرے گا۔

بچپن سے بچوں کو آئیڈل کا ذہن دینا
(Instilling an ideal personality mindset in children from childhood)

بچپن سے ہی بچے کو آئیڈیل دیجئے کہ آپ نے فلاں کی طرح بننا ہے۔ آئیڈیل کوئی بڑی شخصیت ہو، گھر یا پڑوس میں رہنے والے اس کی عمر کے بچے نہ ہوں۔ عموماً ہمارے معاشرے میں بچوں کو بہن، بھائیوں یا کزنز کی مثالیں دی جاتی ہیں کہ دیکھو! وہ کتنا اچھا بچہ ہے!

یاد رہے! اس سے نتیجہ حسد کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ بچوں کے سامنے کسی بڑی شخصیت کی مثالیں پیش کیجئے جیسے صحابہ کرام علیہمُ الرِّضوان، اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم اور پھر ان کو ملنے والے انعامات بھی بتائیے کہ اس طرح زیادہ ترغیب حاصل ہو گی۔ پھر اگر بچہ کوئی ایک عمل بھی ویسا کرتا ہے تو اس پر اس کو خوب داد پیش کیجئے تاکہ وہ اس پر استقامت اختیار کرے۔

حوصلہ افزائی کرنا
(To encourage)

بچہ جو بھی اچھا کام کرے اس پر اس کی خوب حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ اس کے اندر مزید جذبہ پیدا ہو، اگر آپ اس کی محنت کے مطابق اس کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گی تو اس سے بچہ بھلائی کے کاموں سے دور ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ کہے گا کہ میں یہ کام کروں یا نہ کروں برابر ہی ہے، اس سے بہتر ہے کہ خود کو تکلیف میں نہ ڈالوں! یوں وہ بری عادات کی طرف راغب ہو جائے گا۔

عزتِ نفس کا خیال رکھنا
(Respecting their self-esteem)

کوشش کیجئے کہ کبھی بھی ایک بچے کی دوسرے بچے کے سامنے بے عزتی نہ کی جائے کہ اس سے اس کی عزتِ نفس مجروح ہو گی اور وہ مزید ضدی ہو جائے گا۔

عملی طور پر سمجھانا
(To explain practically)

یہ ایسا عمل ہے جس کا ہمارے معاشرے میں بہت فقدان ہے مثلاً: اگر آپ بچے سے کہتی ہیں کہ نماز پڑھو! اور خود نماز نہیں پڑھتیں تو کبھی بھی بچہ نمازی نہیں بن سکتا۔

یاد رکھیے! بچے وہ نہیں کرتے جو ان سے کہا جاتا ہے بلکہ وہ کرتے ہیں جو وہ اپنے ماحول میں دیکھتے ہیں، لہٰذا جو اوصاف آپ اپنی اولاد میں دیکھنا چاہتی ہیں تو پہلے انہیں اپنے اندر پیدا کیجئے۔ اس کے علاوہ بچوں کی صحبت پر خاص نظر رکھئے کہ صحبت بہت گہرا اثر رکھتی ہے۔

بچوں کو اچھی صحبت ملے، اس کے لئے انہیں دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ کیجئے ان شاء اللہ مثبت نتائج دیکھیں گی۔ نیز انہیں حلال کھلائیے کہ حرام غذا جسم و روح پر بہت برا اثر ڈالتی ہے جس کی وجہ سے نفس سے نیکی و بھلائی کا جذبہ نکل جاتا ہے۔ اللہ کریم عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

تاثرات وسفارشات

ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن) کے متعلق موصول تاثرات و تجاویز میں سے چند تاثرات و تجاویز ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیشِ خدمت ہیں۔

بنتِ اللہ بخش عطاریہ (ہند)

الحمد للہ! ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن) کی شروعات میں شعبہ ماہنامہ خواتین کی طرف سے مجھے خاندان سے تعلق رکھنے والی مختلف گھریلو خواتین مثلاً ماں، بہن، بیٹی، بیوی، خالہ اور پھوپھی وغیرہ کے کردار پر مشتمل سلسلہ بنام **خاندان میں عورت کا کردار** پر لکھنے کا موقع عطا کیا گیا جسے میں نے سعادت سمجھ کر بخوشی قبول کیا۔

مضمون نویسی کا چونکہ یہ بنیادی اصول ہے کہ کسی بھی عنوان پر لکھنے سے پہلے اس سے متعلق خاطر خواہ معلومات ہوں، جس کے لئے مشاہدات و مطالعہ کا ہونا ضروری ہے، لہٰذا میں نے اللہ پاک کا نام لے کر اپنی تمام ہمت جمع کی اور اپنے موضوعات سے متعلق مشاہدہ و مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ یقیناً اس عنوان پر لکھنا میرے لئے کسی امتحان سے کم نہ تھا، کیونکہ مجھے خواتین کے تعلق سے زیادہ معلومات نہ تھیں اور میں یہی سمجھتی تھی کہ ان کا کام بس کھانا پکانا، گھر کی صفائی کرنا، بچوں کی دیکھ بھال کرنا اور والدین و شوہر وغیرہ کا خیال رکھنا ہے لیکن مطالعہ و مشاہدہ سے جب یہ معلوم ہوا کہ ایک بہترین خاندان کی تکمیل میں خواتین کا کردار کتنا اہم ہوتا ہے اور ان پر کس قدر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔

بہر حال میری محنت رنگ لائی اور میرے مضامین ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن) میں قسط وار شائع ہونا شروع ہو گئے۔ الحمد للہ! ان مضامین کی برکت سے خود میرے اپنے کردار پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوئے اور مجھ پر ایک عورت کی خاندان میں مختلف حیثیتوں یعنی بہن، بیٹی وغیرہ کے اعتبار سے ان رشتوں کی اہمیت بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی چلی گئی اور اب جہاں مجھے اپنی ذمہ داریاں ہی یاد رہتی رہیں وہیں کچھ کہنے سے پہلے سوچنے کا ذہن بھی ملتا ہے کہ اس کا اثر منفی ہو گا یا مثبت۔

اس سلسلے کے مضامین پڑھنے والی اسلامی بہنیں بھی خوشی کا اظہار کرتیں اور اچھے تاثرات دیتیں مثلاً میری والدہ سے کہتیں کہ **ماہنامہ خواتین میں خاندان میں عورت کا کردار نامی سلسلے میں آپ کی نورِ نظر کے لکھے گئے معلوماتی مضامین پڑھنے کے بعد ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی اور اپنے گھر والوں کی اصلاح کا طریقہ بھی سمجھ آیا۔**

یہ مضامین لکھنا یقیناً اللہ پاک کی توفیق، اولیائے کرام بالخصوص امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کے فیضان، شعبہ ماہنامہ خواتین اور اپنی والدہ ماجدہ کی شفقت و راہ نمائی کے بغیر ممکن نہیں تھا، میں ان سب کی ہمیشہ شکر گزار رہوں گی۔

ہر اسلامی بہن کو ماہنامہ خواتین کے ہر ہر مضمون کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے اور غور و فکر کرنا چاہیے کہ کیا وہ خاندان میں اپنی ذمہ داریاں نبھا رہی ہے یا نہیں! اگر خواتین نیک ہوں گی، اپنی گھریلو اور معاشرتی ذمہ داریاں نبھائیں گی تو خاندان بھر میں ان کا کردار قابلِ تعریف ہو گا، گھر کا نظام بھی اچھا چلے گا، گھر فتنوں سے محفوظ رہے گا اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی بھی ہوتی رہے گی! میری دلی خواہش ہے کہ ہماری رائٹرز اسی طرح کے مزید اچھے اچھے مضامین لکھیں اور زیادہ سے زیادہ اسلامی بہنیں ان مضامین کو پڑھیں۔ اللہ چاہے گا تو زندگی کے ہر ہر پہلو سے متعلق وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علمِ دین کا ڈھیروں ڈھیر خزانہ نصیب ہو گا۔

مشورہ

ماہنامہ خواتین میں شامل خواتین کی اصلاح پر تمام مضامین اپنی مثال آپ ہیں؛ اے کاش! اس میں ہمارے بزرگانِ دین کی سیرت پر بھی ایک مستقل سلسلہ شروع ہو جائے، یوں ماہنامہ خواتین کی اہمیت و افادیت مزید بڑھ جائے گی اور مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی ان مقدس ہستیوں کا فیضان نصیب ہو گا۔

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتی ہیں! اپنے تاثرات (Feedback)، مشورے اور تجاویز اس ای میل ایڈریس mahnamahkhawateen@dawateislami.net پر یا واٹس ایپ نمبر 03486422931 پر تحریراً بھیج دیجئے۔

اسلامی بہنوں کے دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

جنوری 2025 / رجب المرجب 1446ھ کے دینی کاموں کی کارکردگی

دینی کام		نیشنل	انٹرنیشنل	ٹوٹل
منسلک اسلامی بہنیں		1035707	319940	1355647
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات	تعداد اجتماعات	11178	5705	16883
	شرکائے اجتماعات	419382	160753	580135
مدرسۃ المدینہ (بالغات)	مدارس المدینہ کی تعداد	11686	5003	16689
	پڑھنے والیاں	106946	37601	144547
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں		754959	148374	903333
مدنی مذاکرہ سننے والیاں		146959	40499	187458
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں		121300	41859	163159
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل		110404	42342	152746
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)		33328	14094	47422

ماہِ دسمبر 2024 میں اسلامی بہنوں کے 11 شعبہ جات میں ہونے والے کورسز و سیشنز کی مجموعی کارکردگی

	مقامات	شُرکا
مدنی کورسز / سیشنز	18585	397843

36 واں تحریری مقابلہ عنوانات برائے جون 2025

1 حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حضرت خدیجہ سے محبت

2 سخت مزاجی

3 بڑھتی ہوئی طلاقوں کی وجوہات

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ 20 مارچ 2025

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

فیضانِ صحابیات کوئٹہ

الحمدللہ پیارے پیارے مرشدِ کریم کے فیضانِ کرم سے دعوتِ اسلامی کے تحت اسلامی بہنوں کا مدنی مرکز بنام **فیضانِ صحابیات وحدت کالونی اسٹاپ نمبر 1 بروری روڈ کوئٹہ** کا افتتاح فروری 2022 کو دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن اور پاک انتظامی کابینہ کے نگران حاجی ابو رجب **محمد** شاہد عطاری سَلَّمَہُ الْبَارِی کے مبارک ہاتھوں سے ہوا۔ اس فیضانِ صحابیات میں ڈونیشن بکس ڈیپارٹمنٹ کا آفس بھی قائم ہے۔

فیضانِ صحابیات کوئٹہ میں ہونے والے دینی کام

- الحمدللہ فیضانِ صحابیات کوئٹہ میں رہائشی کورسز، مدنی مشوروں اور مختلف لرننگ سیشنز کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً شارٹ کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔
- روزانہ دوپہر 2 تا 4 بجے گلی گلی مدرسۃ المدینہ لگایا جاتا ہے (یہاں پر چھوٹی بچیوں کو قرآن پاک کی تعلیم دی جاتی ہے)۔
- بروز اتوار دوپہر 2:30 تا شام 5:30 بجے روحانی علاج کا بستہ لگتا ہے جہاں پر دکھیاری اسلامی بہنوں کو کاٹ، تعویذات اور اوراد و وظائف کی مفت سہولت فراہم کی جاتی ہے۔
- دوپہر 2 تا 4 بجے تک مدرسۃ المدینہ بالغات بھی لگتا ہے جس میں تربیت یافتہ اسلامی بہنیں بڑی عمر کی خواتین کو درست قواعد و مخارج کے ساتھ قرآنِ پاک کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کی شرعی، اخلاقی اور تنظیمی تربیت بھی کرتی ہیں۔
- اس کے علاوہ اسلامی بہنوں میں علم و عمل کا جذبہ بڑھانے کے لئے ہر بدھ کو دوپہر 3 تا 5 بجے تک ہفتہ وار اجتماع بھی منعقد کیا جاتا ہے جس میں شرکت کی برکت سے دین کی خدمت کا جذبہ مزید بڑھ جاتا ہے۔

ib.darulsunnahpak@dawateislami.net